اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ

دین حق کی دعوت دو ساتھ دانائی اور بھلائی کے

سلسلہ ع

حقیقتِ بدعت

بجواب

اصلی حنفیت

مُصنفہ مولانا احمد علی صاحب امیر انجمن خدام الدین لاہور

از

خادم المسلمین محمد دین بانی حزب الاحناف

سفید دروازہ ۔ لاہور

صابر الیکٹرک پریس ریلوے روڈ لاہور میں باہتمام منشی ذاکر حسین پرنٹر

چھپوا کر میاں محمد دین نے سفید دروازہ لاہور سے شائع کیا

شکریہ

چند ایک روز ہوئے میرے پاس کئی ایک حنفی بھائی تشریف لائے جو مولانا احمد علی صاحب کے نزدیک بے دین جہنمی اور بدعتی ہیں۔ انہوں نے مجھے مولانا کی کتاب "اصلی حنفیت" کا جواب لکھنے پر مجبور کیا میں نے ان کی خدمت میں عرض کی کہ یہ کام علماء کرام کا ہے۔ میں ایک معمولی اردو خواں ہوں۔ لاہور میں ایک سے ایک بڑھ چڑھ کر حنفی علماء موجود ہیں۔ آپ ان کی خدمت میں جائیں اور نہایت ادب سے عرض کریں کہ حضور قبلہ کیا ہم واقعی بدعتی ہیں۔ بے دین ہیں جہنمی ہیں؟ اگر وہ یہ فرماویں کہ تم جہنمی نہیں جنتی ہو تو پھر عرض کریں کہ حضور اس "اصلی حنفیت" کا جواب لکھ دیں۔ لیکن ان بھائیوں نے میری ایک نہ سنی اور مجھے مجبور کر دیا کہ میں ہی اسکا جواب لکھوں۔ اگرچہ میں آج کل کئی ایک ذاتی تفکرات میں مبتلا ہوں۔ لیکن میں نے ان کے حکم کی تعمیل کیلئے جواب لکھنے پر آمادگی ظاہر کی لیکن ایک مصیبت میرے لیئے اور تھی کہ میرے پاس بعض کتابیں موجود نہیں تھیں۔ جن کا حوالہ مولانا احمد علی صاحب نے "اصلی حنفیت" میں دیا ہوا تھا خدا کے فضل سے میرے پاس کتابوں کا کافی ذخیرہ موجود ہے لیکن پھر بھی کسی نہ کسی کتاب کی ضرورت پڑ جاتی ہے لاہور کے اکثر حنفی مولویوں کی عادت ہے کہ اگر ضرورت پڑے تو ضرور کسی نہ کسی بہانے سے مجھ سے کتابیں لے جاتے ہیں لیکن لینے کے بعد پھر واپس نہیں کرتے لیکن جب مجھے کسی کتاب کی ضرورت پڑ جائے تو صاف جواب دیدیتے ہیں دوسری بات یہ بھی ہے کہ میرے اکثر ہم عقیدہ علماء مجھ سے ناراض بھی ہیں۔ صرف اس لئے کہ میں حق بات ان کو بھی کہہ دیتا ہوں۔ حق بات کہنی آج کل انسان کے لئے بہت بڑی مصیبت ہے۔ حالانکہ حق کہنے کی جرأت بھی ان ہی کے بزرگوں کی مجلس سے فیضیاب ہونیسے حاصل ہوئی ہے۔ میں حیران تھا۔ کہ ان کتابوں کو کہاں سے حاصل کروں آخر میں مجھے اپنے رفیق دوست (بقیہ صہ ۳۵)

(بسم اللہ الرحمٰن الرحیم)

حقیقتِ بدعت
بجواب "اصلی حنفیت"

(مؤلفہ مولانا احمد علی صاحب دروازہ شیرانوالہ لاہور)

مولانا احمد علی صاحب انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور کے مقتدر امیر ہیں۔ آپ نے مدت ہوئی ایک کتاب "اصلی حنفیت" لکھی۔ آپ کی انجمن کے شعبۂ تالیف نے از سرِ نو بار ششم دو ہزار کی تعداد میں متذکرہ کتاب کو شائع کیا ہے اس تصنیف میں مولانا نے تمام مسلمانوں کو ہدایت فرمائی ہے کہ وہ بُرے عالموں کی صحبت سے بچیں اور 'اللہ والے' علما کی خدمت میں حاضر ہو کر ان سے دینِ الٰہی سیکھیں۔ آپ نے بُرے عالموں کی پہچان یہ بیان فرمائی ہے کہ وہ بدعتی ہیں۔ قوم میں تفرقہ پھیلاتے ہیں۔ خود غرض ہیں۔ حسد کے پُتلے ہیں۔ غیر الٰہی طاقتوں سے ڈرتے ہیں۔ متکبر ہیں۔ جاہ طلب ہیں۔ عیب چین ہیں۔ جو لوگ ان کو مانتے ہیں ان کا اسلام 'مجموعۂ بدعات' ہے۔ آخری امر کے متعلق آپ کے الفاظ یہ ہیں:-

"ہمارے مخالف حنفی بھائیوں کی کسوٹی اسلام مجموعۂ بدعات ہے"

اصلی حنفیت ص ۳۲

ان الفاظ کا مطلب یہ ہے۔ کہ جو مسلمان حنفی کہلاتے ہیں۔ اور مولانا احمد علی صاحب کے مخالف ہیں۔ ان بھائیوں کے اسلام کا معیار یا 'کسوٹی اسلام' مجموعۂ بدعات ہے۔ صفحہ دس پر آپ نے اس مجموعے کے اجزا لکھے ہیں۔ یہ اجزا تعداد میں سات ہیں اور حسب ذیل ہیں:-

"(۱) قیام مجلس میلاد النبیؐ (۲) نمازوں کے بعد بلند آواز سے درود شریف پڑھنا (۳) گیارہویں (۴) وظیفہ یا شیخ سید عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ (۵) وظیفہ

امداد کن (۶) مرنے کے بعد تیجا، چالیسواں، اسقاط وغیرہ (۷) رسول اللہ کو بشر کہنے والے کافر ہیں*

مولانا کے دلائل کا خلاصہ

مولانا فرماتے ہیں۔ چونکہ یہ سات چیزیں قرآن مجید۔ احادیث۔ اجماع۔ اور قیاس امام اعظم رح کے خلاف ہیں۔ اس لئے بدعات ہیں۔ ان کا مرتکب بے دین ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔ مجلس میلاد ۶۰۴ ہجری میں رائج ہوئی۔ بلند آواز سے درود پڑھنے کا دستور ۱۳۰۰ھ میں رواج پذیر ہوا۔ گیارہویں ۹۷۰ھ میں آغاز پذیر ہوئی۔ یا شیخ سید عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ کا وظیفہ۔ امداد کن کا وظیفہ۔ تیجہ۔ چالیسویں۔ اسقاط وغیرہ مراسم ۱۰۰۵ھ کے بعد کی ہیں۔ لہذا مشروع نہیں۔ آنحضرت کو بشر کہنے والوں کو کافر قرار دینے کا عقیدہ چودھویں ہجری کا ہے لہذا درست نہیں*

ہماری گذارش

مولانا فرماتے ہیں۔ کہ "ان بدعات کے مرتکب" ان سے پرہیز کرنے والوں کو کافر قرار دیتے ہیں۔ ہم اس باب میں مولانا کی خدمت میں بڑے ادب سے عرض کرتے ہیں کہ جن علماء کو آپ بخیال خویش "بُرے عالم" تصور فرماتے ہیں۔ ان میں سے کسی ایک نے بھی کسی مسلمان کو اس بنا پر کافر نہیں قرار دیا۔ کہ وہ مجلسِ میلاد یا گیارہویں یا وظیفہ امداد کن۔ یا وظیفہ شیئاً للہ۔ یا چالیسویں۔ یا تیجے۔ یا اسقاط وغیرہ کا منکر ہے۔ البتہ ان کا عقیدہ یہ ضرور ہے۔ کہ نبی کریم کی توہین کرنے والا کافر ہے[1] اگر اس کے الفاظ توہین حضور پر دلالت کرتے ہوں تو اس پر کفر کا لزوم ثابت کرتے

[1] بعض عبارتوں پر کفر قطعی ہے بعض پر لزوم کفر ہے

ہیں۔ عامۃ المسلمین بھی اس باب میں ان کے ہمنوا ہیں۔ مولانا آپ جن کو بدعتی قرار دے رہے ہیں۔ ان کو بھی یہ حق پہنچتا ہے یا نہیں؟ کہ اپنی صفائی پیش کریں عدالت مزعومہ قاتل کو بھی حالات بیان کرنے کی اجازت دیتی ہے کیا ہم بدعتیوں کی بھی آپ داستان سُن سکتے ہیں؟ جنکو آپ نے بدعتی کہا ہے۔ بُرا بتایا ہے۔ جعو غرض ٹھرایا ہے۔ اگران کی زبان یا قلم سے کوئی حرف آپ کی شان کے خلاف صادر ہو گیا تو کیا آپ اسے گوارا فرمائیں گے؟ کیا مدت کے بعد پھر ابتدا آپ نے نہیں کی؟ ہم ایک منٹ کے لئے بالفرض محال تسلیم کر لیتے ہیں کہ آپ کے مخالف حنفی بھائی بدعتی ہیں اور بدعتوں میں منہمک ہیں۔ لیکن کیا سمجھانے کا طریق وہی ہے جو آپ نے اختیار فرمایا ہے۔ اس باب میں ہم آپ کو ایک ایسے عالم کی تحریر کی طرف متوجہ کرتے ہیں۔ جو آپ کا ممدوح ہے۔ حافظ ابن قیمؒ اپنی کتاب "اعلام الموقعین" میں ارشاد فرماتے ہیں :-

"انکار منکر کے چار درجے ہیں۔ پہلا یہ ہے کہ منکر (جو شئے شرع میں ناجائز ہے) کو دور کر کے اُس کی جگہ معروف (جو شرع میں موجب ثواب ہے) کو قائم کیا جائے دوسرا درجہ یہ ہے کہ منکر کو کم کر دیا جائے۔ تیسرا یہ ہے۔ کہ ایک منکر کو اس طرح مٹایا جائے کہ اُس کی جگہ ایک اور بُری شئے رواج پکڑ جائے۔ چوتھا درجہ یہ ہے۔ کہ جس بُرائی کو زائل کرنا منظور ہے اس کو اس ترکیب سے ہٹایا جائے۔ کہ اس کی جگہ زیادہ بُری رسم پیدا ہو جائے۔ پہلے دو درجے تو مناسب ہیں۔ تیسرے کے لئے اجتہاد درکار ہے۔ چوتھا نامناسب ہے"۔

آپ کو رنج ہے کہ "بے دینوں، بے نمازوں اور ڈاڑھی منڈوں" سے نعتیں پڑھوائی جاتی ہیں۔ یہ "بے دین"، "بے نماز" اور "داڑھی منڈے"، تھیٹر، تاش۔ گنجفہ۔ سینما، شطرنج وغیرہ کھیلوں میں ..... انہماک کے بجائے مہینے کے دو تین دن

ہی سہی۔ اگر محافل میلاد میں گناہ ہیں تو کیا ان کا یہ مشغلہ تھیٹر وغیرہ سے بھی زیادہ مذموم ہے؟ ذرا سوچ سمجھ کر اور اصلاحِ قوم کے نقطۂ نظر سے جواب دیجئے محفل میلاد تو بقول آپ کے بدعت ہے۔ ذرا علامہ ابنِ تیمیہؒ کا حال ملاحظہ ہو۔ حافظ ابنِ قیمؒ فرماتے ہیں:-

"شیخ الاسلام ابنِ تیمیہؒ فرماتے تھے۔ کہ ایک مرتبہ فتنۂ تاتار کے زمانے میں میرا گذر تاتاریوں کی ایک جماعت پر ہوا۔ جو شراب پی رہی تھی۔ میرے ساتھیوں نے ان کو جھڑکنا شروع کیا مگر میں نے ان کو روک دیا اور جھڑکنے والوں سے کہا۔ کہ اللہ نے شراب سے اس لئے منع فرمایا ہے کہ وہ اللہ کے ذکر اور نماز سے باز رکھتی ہے۔ مگر یہاں شراب ان کو جانوں کے قتل۔ ڈاکے اور ظلم سے روکے ہوئے ہے اس لئے ان کو ان کے حال ہی چھوڑ دو"

مجلسِ میلاد

اس مجلس کے متعلق آپ کا زاویۂ نگاہ یہ ہے کہ اگر حضورؐ کی ولادت باسعادت کا ذکرِ خیر اس طرح کیا جائے۔ کہ ذکر کرنے والا عالم ہو اور سننے والے نیک ہوں اور اس کے لئے کوئی خاص تاریخ نہ مقرر کی جائے۔ تو یہ مجلس باعثِ برکت ہے آپ کو شکایت یہ ہے کہ چونکہ اس مجلس میں چراغ جلائے جاتے ہیں جو فضول خرچی ہے اور اسراف قطعاً حرام ہے اس لئے یہ مجلس جائز نہیں۔ نعتیں پڑھنے والے چونکہ بے دین۔ بے نماز اور داڑھی منڈے ہوتے ہیں۔ اس لئے یہ مجلس جائز نہیں۔ اس کے لئے نہ آپ نے قرآن کی آیت پیش کی ہے۔ نہ حدیث نقل فرمائی ہے۔ نہ اجماع کا حوالہ دیا ہے اور نہ امام ابو حنیفہؒ کا ارشاد تحریر فرمایا ہے۔ البتہ شامیؒ کا حوالہ دیا ہے کہ مزارِ شیخ پر فانوس میں تیل جلانا۔ گانا اور

کھیل کے ساتھ منبروں پر مولود پڑھنا جائز ہے۔ بدعت ہے۔ بدعت کی تعریف واضح الفاظ میں آپ کے نزدیک یہ ہے کہ جو چیز قرآن میں نہیں۔ نبیؐ کے زمانے میں نہیں۔ صحابہ کے عہد میں نہیں۔ امام ابوحنیفہؒ۔ امام مالکؒ۔ امام شافعیؒ۔ اور امام احمد بن حنبلؒ کے عہد میں نہیں وہ بدعت ہے۔ مجلس میلاد ۶۰۶ھ ہجری کی ایجاد ہے +

ہماری التماس

اس ضمن میں ہماری التماس یہ ہے۔ کہ جس طرح کی مجلس میلاد آپ کے نزدیک باعثِ خیر و برکت ہوسکتی ہے (۱) کیا وہ ۶۰۶ھ کی ایجاد نہیں ہوگی ؟ (۲) آنحضرتؐ کا زمانہ قیامِ عرب ۱۱ ہجری تک ہے۔ صحابہؓ کا زمانہ ۱۱۰ھ تک ہے اس لئے کہ آخری صحابی ابوطفیلؓ کا وصال ۱۱۰ھ میں ہوا۔ امام اعظمؒ کی رحلت کا سال ۱۵۰ھ ہے۔ ائمہ اربعہ میں سے آخری امام یعنی امام احمد حنبلؒ کا انتقال ۲۴۱ھ میں ہوا۔ مجلسِ میلاد ۶۰۶ھ میں آغاز پذیر ہوئی۔ آپ کی ایک تعریف کی رُو سے یہ مجلس بدعت ہے۔ اور دوسری تصریح کے لحاظ سے باعثِ برکت ہے معلوم ہوا کہ یا تو یہ سرے سے بدعت ہی نہیں اور اگر بدعت ہے اور پھر بھی باعثِ برکت ہے تو ماننا پڑے گا۔ کہ بدعت کی کئی قسمیں ہیں۔ بعض اچھی ہیں۔ اور بعض بُری +

مولانا عبدالحی صاحب کا فتوےٰ

آپ نے اپنی کتاب میں مولانا عبدالحیؒ کے فتوے درج فرمائے ہیں۔ ان کا ایک فتویٰ 'بدعتیوں' کو بھی یاد ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ آپ فرماتے ہیں :-

"در صحاح مروی است کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حسان بن ثابت رض را در مسجد خود بر منبر نشانیدند کہ اوشان کہ ابیات ولادت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نظم کردہ بودند خواندند و آں حضرت اوشاں را دعائے خیر دادند و فرمودہ کہ اللّٰھم ایدہ بروح القدس و بر ناظر دیوان حسان رض مخفی نخواہد ماند۔ کہ در قصائد آں معجزات نبویہ و کیفیاتِ ولادت و ذکر نسب شریف وغیرہ موجود ست پس خواندن از ہمچو اشعار بر سر مجلس عین ذکرِ مولود است۔ و ایں خواندنِ حسان رض در مسجد در صحیح بخاری رض ہم موجود است" +

صحیح حدیثوں میں ہے۔ کہ حضور ص حسان بن ثابت رض کو اپنی مسجد میں منبر پر بیٹھاتے تھے۔ وہ آپ کی شان میں ایسے اشعار پڑھتے تھے۔ جن میں آپ کی ولادت اور آپ کے معجزات کا تذکرہ ہوتا تھا۔ جس شخص نے حضرت حسان رض کا دیوان پڑھا ہے اس پر ظاہر ہے کہ ان کے قصائد میں حضور ص کی ولادت کا ذکر موجود ہے پس اس قسم کے اشعار مجلس میں پڑھنا ٹھیٹھ ذکرِ مولود ہے حضرت حسان بن ثابت رض کے ان اشعار پڑھنے کا واقعہ بخاری شریف میں بھی موجود ہے +

لیجئے۔ احادیث کے رُو سے مجلسِ میلاد آنحضرت ص کے زمانہ کی ہے ۶۰۶ھ کی ایجاد نہیں۔ علامہ اقبال مدظلہ العالی کی آپ نے کئی مرتبہ تعریف فرمائی ہے۔ ان کے اشعار بھی آپ سے اور آپ کے مریدوں سے، دیوبند کے علماء سے ہم نے سُنے ہیں مولٰنا ظفر علی خاں صاحب کو آپ کبھی اپنا قائد سمجھتے تھے۔ ان کی غایت درجے کی تعریف کرتے تھے۔ ان کے اشعار بھی آپ سے۔ آپ کے مریدوں سے، علمائے دیوبند سے ہم نے بارہا سنے ہیں۔ ان میں سے بعض یہ اشعار ترنم سے پڑھتے ہیں۔ مولانا عطاء اللہ صاحب بخاری کو آپ نے اپنے جلسہ خدام الدین میں امام شریعت تسلیم کیا۔ وہ علامہ اقبال اور مولانا ظفر علی خاں کے نعتیہ و قومی اشعار کو بہ ترنم پڑھنے کے عادی ہیں

اور آپ ان سے سنتے رہے ہیں۔ ظاہر ہے کہ علامہ ممدوح کی ڈاڑھی نہیں۔ مولانا ظفر علی خاں ڈاڑھی کترواتے ہیں۔ کیا ان سے نعتیہ اشعار سننا جائز ہے؟ ان کے اشعار بہ ترنم پڑھنے جائز ہیں۔ اگر ترنم یا گانے کی اباحت سے انکار ہو۔ تو اس کے لئے امام غزالیؒ کی کتاب احیاء العلوم کی تیسری جلد کے بابِ سماع پر بار دیگر توجہ فرمائیں یا تو اپنے فتووں کے تیر سے سب کے جگر چھلنی کریں۔ یا "عام مسلمانوں" پر بھی رحم فرمائیں +

تاریخ کا تعیّن

مولانا احمد علی صاحب فرماتے ہیں۔ کہ مجلسِ میلاد کو مبارک بنانے کی ایک صورت یہ ہے کہ اس کے لئے تاریخ کی تعیین نہ کی جائے۔ مولانا! یہ کسی شخص کا بھی اعتقاد نہیں کہ اگر کسی خاص تاریخ کو مجلسِ میلاد منعقد نہ کی جائے تو اس کا اثر جاتا رہتا ہے۔ دیکھئے حضورِ پُر نور کی ولادتِ باسعادت کی تاریخ ۱۲ ربیع الاول ہے۔ لیکن مجالسِ میلاد ہر مہینے بلکہ ہر ہفتے ہوتی رہتی ہیں۔ کوئی شخص بھی یہ نہیں کہتا کہ مجلس میلاد ۱۲ ربیع الاول کے علاوہ کسی اور روز نہ کی جائے۔ ہاں اگر کوئی مسلمان کسی سہولت کو مدِ نظر رکھ کر کوئی خاص تاریخ مقرر کرلے تو حنفی عالم اس کے اس فعل کو مباح قرار دیتے ہیں۔ لیکن جو بھائی تعیین تاریخ کو درست نہیں سمجھتا اُسے کوئی بھی خاطی یا عاصی یا کافر نہیں کہتا۔ ہاں ان حضرات کی زیادتی پر رنج ضرور ہوتا ہے۔ جو خواہ مخواہ ایک امرِ مباح کو بدعت قرار دے کر اس کی بنا پر اپنے بھائیوں کو بدعتی اور بے دین تصور کرتے ہیں۔

شہداؓ کی قبور اور حضورؐ

(۱) حضرت انسؓ روایت فرماتے ہیں :-

اَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْتِيْ قُبُوْرَ الشُّهَدَاءِ رَأْسَ كُلِّ حَوْلٍ (در منثور)

"یہ ایک تحقیقی امر ہے۔ کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم ہمیشہ تشریف لے جایا کرتے تھے۔ شہیدوں کی قبروں پر ہر سال کے شروع میں"

[یَاْتِیْ مضارع ہے اور مضارع کے پہلے کَانَ ہے۔ اس سے یہ صیغہ استمرار کا ہو گیا ہے یہ قاعدہ آپ جیسے علماء سے سنا ہوا ہے ورنہ ہم جہلا کو دعویٰ علم سے کیا تعلق؟]

صاف ظاہر ہے کہ حضورؐ شہیدوں کی قبروں پر ہمیشہ جایا کرتے تھے۔ اور ہر سال آپ سال کے آغاز میں تشریف لے جاتے تھے۔ لیجئے مداومت بھی ثابت ہے اور تاریخ کا تعین بھی ظاہر ہے +

(۲) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں :-

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلَّمَا كَانَ لَيْلَتُهَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلے اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ اِلَى الْبَقِيْعِ (مسلم شریف)

"جب کبھی حضورؐ بوقتِ شب حضرت عائشہؓ کے ہاں ہوتے۔ تو آپ ہمیشہ پچھلی رات کے وقت گھر سے نکل کر جنت البقیع کی طرف تشریف لے جاتے +"

حضرت عائشہ رضؓ غایت درجے کی ذہین تھیں۔ حضورؐ کے ارشادات کو حفظ کر لینے میں آپ کو قدرت نے خاص ملکہ عطا فرمایا تھا۔ آپ ادب میں ماہر اور قرآن مجید پر.... عالمانہ نظر رکھتی تھیں۔ اِن خصوصیات کے باعث حضورؐ اپنی بیوی حضرت عائشہؓ کی خاص قدر کرتے تھے۔ حضورؐ پر تہجد کی نماز فرض تھی آپ نے عمر بھر یہ نماز قضا نہیں کی۔ پیاری بیوی کے گھر میں ہونا۔ اور تہجد پڑھنا۔ اور

جب آپ کے ہاں ہونا۔ اس رات ضرور شب کے آخری حصے میں گھر سے تشریف
لے جاکر جنت البقیع نامی قبرستان پر پہنچنا۔ شہداء کے لئے مغفرت کرنا۔ امت کی بہتری
کے لئے دعائیں مانگنا یہ شرف حضور کو حاصل تھا۔ شادی نہ کرنا اور عبادت میں عمر
بسر کرنا کچھ مشکل نہیں۔ لیکن شادی کرنا پھر انتہائی درجے کی عبادت کرنا اور مخلوق
کی بہتری کے لئے رات کے آخری حصے میں بالالتزام دعا کرنا حضور ہی کا وصف ہے۔
حضرت عائشہ رضہ کی روایت سے ظاہر ہے کہ ایام میں سے خاص راتوں کا تعین،
اور رات کے حصوں میں سے ایک خاص حصے کا تعین اور اس پر مداومت حضورؐ
کی سنت مبارکہ ہے +

(۳)۔ حضورؐ فرماتے ہیں :-

مَنْ زَارَ قَبْرَ اَبَوَیْهِ اَوْ	جس نے اپنے ماں باپ یا ان میں ایک کی قبر
اَحَدِ هِمَا فِی کُلِّ جُمُعَةٍ	کی زیارت کی ہر جمعہ کو۔ تو اللہ اسے بخشش سے
غُفِرَ لَهٗ (مشکوۃ)	نوازے گا +

صاف ظاہر ہے کہ جمعہ کی تعیین کی جارہی ہے +

بایں ہمہ حنفی علماء فرماتے ہیں، کہ عید میلاد کی مجلس۔ یا زیارت قبور جس
روز کی جائے۔ درست ہے۔ ہاں اگر تاریخ مقرر کرلی جائے تو یہ تعیین بھی جائز ہے
لازمی نہیں، ضروری نہیں، فرض نہیں، واجب نہیں، صرف مباح ہے +

مولٰنا شاہ عبدالعزیز رح کا ارشاد

شاہ صاحب رح تحریر فرماتے ہیں :-

"ایں قدر از روایات ثابت است و در تفسیر در منثور نقل نمودہ کہ ہر سال آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم بر مقابر مے رفتند۔ و دعا برائے مغفرت اہل قبور مے نمودند"+

فتاوی عزیزیہ جلد اول ص ۳۰۰

شاہ صاحب احادیث کی بنا پر ارشاد فرماتے ہیں کہ تاریخ کا تعیین تین طریق کا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

"رفتن بر قبور بعد سالے یک روز معین کردہ سہ صورت است"۔

لیجئے! دن کا تعین بھی ثابت ہوگیا۔ یاد رہے کہ ہم نے جو قبلہ مولانا عبدالحیؒ یا مولانا شاہ عبدالعزیزؒ کے فتاوے نقل کئے ہیں۔ ان سے مقصد یہ نہیں۔ کہ میلاد خوانی اس لئے جائز ہے کہ مولانا عبدالحیؒ کہتے ہیں۔ بلکہ دلیل یہ ہے۔ کہ حضورؐ نے حسان بن ثابتؓ کے اشعار نعتیہ سُنے۔ اپنے مداح کے لئے منبر کا انتظام فرمایا۔ اسے دعا دی۔ ایسے ہی تاریخ کا تعین اس لئے مباح ہے۔ کہ نبی کریمؐ اہل قبور کی مغفرت کے لئے ہر سال کے بعد ایک خاص وقت تشریف لیجایا کرتے تھے۔

مولانا! ہندوستان میں عام رواج ہوگیا ہے کہ لوگ مجالس وعظ کا اہتمام ہفتہ کی شام کو کرتے ہیں۔ انجمنوں نے بھی عموماً ہفتہ اور اتوار کا دن مقرر کر رکھا ہے۔ جس طرح ہمارے ہاں جلسے ہوتے ہیں۔ وعظ ہوتے ہیں۔ بایں ہیئت کذائی نہ حضورؐ کے زمانے میں تھے۔ نہ صحابہ کے زمانے میں ان کا وجود ثابت ہے۔ نہ امام اعظمؒ کے عہد میمنت مہد میں ایسا ہوتا تھا۔ وہاں نہ کوئی صدر ہوتا تھا۔ نہ سکرٹری، نہ کوئی ریزولیوشن ہوتا تھا۔ نہ ..... کسی قرارداد کے لئے مجوز و موید کی ضرورت تھی۔ مسلمان بھائی ہفتہ۔ اتوار اس لئے مقرر کرتے ہیں۔ کہ ہفتہ۔ کو نصف دن۔ اتوار کو پورے دن کی عام طور پر تعطیل ہوتی ہے۔ اسی غرض کے لئے یہ دن تجویز کئے جاتے ہیں۔ نظم و نسق کے لئے صدر بنا لیا جاتا ہے۔ یہ ایک مفید رواج ہے کیا یہ تعیین بدعت ہے؟ اگر ہے تو بہ ادب عرض ہے کہ

"ایں گناہیست کہ در شہر شما نیز کنند"

ایسی سیدھی باتوں کو لے کر اپنے سیدھے سادھے حنفی بھائیوں کو بدعتی، قرار دینا اور انہیں نجات سے محروم ٹھہرانا نہ خدمت سنت ہے اور نہ اس میں ملت کی کچھ بھلائی ہے +

اسراف

مولانا احمد علی صاحب فرماتے ہیں "موجودہ مجالس میلاد میں بہت سی چیزیں خلاف شرع ہیں اس لئے معیوب ہیں۔ مثلاً بہت سے چراغ جلانا اسراف ہے۔" مولانا! گذارش ہے کہ اگر مجلس میلاد میں میلاد خواں عالم ربانی ہو۔ سننے والے نیک ہوں اور ان کی تعداد کافی ہو۔ تو یہ مجلس آپ کے نقطۂ نگاہ میں بھی باعث خیر و برکت ہے۔ اگر اس میں کافی چراغ جلائیں۔ تو کیا یہ فعل اسراف پر محمول کیا جا سکتا ہے۔ **لطیفہ:۔** ایک دفعہ حضرت امیر معاویہؓ نے حضرت امام حسنؓ کی خدمت میں لکھا۔ کہ

لَا خَیْرَ فِی الْاِسْرَافِ   اسراف میں کوئی نیکی نہیں +

امامِ ممدوحؓ نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا:۔

لَا اِسْرَافَ فِی الْخَیْرِ   نیکی میں کوئی اسراف نہیں +

قبور پر روشنی

مولانا یہ درست ہے کہ ہر قبر پر روشنی کرنا درست نہیں۔ لیکن قبر قبر میں فرق ہے۔ بات اتنی ہے کہ فتاوی اور احادیث میں ملحوظ یہ امر ہے۔ کہ قبور پر عبث اور بے فائدہ روشنی کرنا مناسب نہیں اس سے شریعت نے منع فرمایا ہے۔ لیکن مقابر میں کسی فائدہ کے لئے روشنی کرنا جائز ہے۔ اس کی کئی ایک صورتیں ہیں (۱) اگر وہاں

مسجد ہو۔ تو نمازیوں کے آرام کی خاطر روشنی جائز ہے (۲) اگر قبر سڑک کے سرے پر ہو تو روشنی باعث ثواب ہے۔ اس لئے کہ اس سے مسافروں کو فائدہ ہو سکتا ہے۔ (۳) اس سے متوفی کو بھی فائدہ ہو گا۔ لوگ فاتحہ پڑھیں گے جس سے متوفی کی روح کو ثواب پہنچے گا۔ اپنے مرے ہوئے بھائی سے ہمدردی کار خیر ہے۔ جو شئے اس کا سبب ہو وہ بھی نافع ہے (۴) اگر وہاں مسافر ہو گا تو اسے فائدہ ہو گا..... ..... اسے کوئی کتاب پڑھنی ہو گی تو روشنی میں پڑھ سکے گا +

اولیاء اللہ کے مزاراتِ پاک پر اگر ان کے ارواحِ طیبہ کی تعظیم کے لئے روشنی کی جائے تو کیا خرابی ہے؟ یہ روشنی نہ عبث ہے اور نہ مضر +

چند ایک گذارشات

کیا قران مجید کو سنہری حروف میں لکھنا جائز ہے؟ اگر جائز ہے تو کیا سلف میں اس کی نظیر ملتی ہے؟ کیا مسجد کا نقش و نگار جائز ہے؟ اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا قلوبِ عامہ پر اولیاء اللہ کی تعظیم کے لئے روشنی کر دینا بہ تقاضائے ضروریاتِ زمانہ جائز نہیں؟ کیا حضور کے زمانہ میں مدرسہ۔ خانقاہ کا کام مسجد سے نہیں لیا جاتا تھا؟ کیا اس زمانے میں مدرسہ کی تعمیر ناجائز ہے۔ اگر ناجائز نہیں بلکہ جائز ہے۔ تو ضروریاتِ زمانہ کو مدِ نظر رکھتے ہوئے کسی ولی کے مزار پر چراغ جلا دینا کیوں جائز نہیں؟ نبی اکرم رحمت عالم نورِ مجسم صلے اللہ علیہ وسلم کے مزار پر انوار پر جو روشنی کی جاتی ہے۔ اس کے متعلق جناب کی رائے کیا ہے؟ اگر جائز ہے تو کیوں؟ اگر ناجائز ہے۔ تو کیا آپ فرما سکتے ہیں کہ آپ نے نجدی سلطان کو اس کی طرف توجہ دلائی؟ اس روشنی کو اکابر احناف مبارک خیال کرتے رہے ہیں اور مبارک خیال کرتے ہیں۔ کیا اس زمانہ میں ضرورتیں مجبور نہیں کرتیں کہ مساجد کی عمارات شاندار ہوں؟ کیا آپ کے مدرسہ

قاسم العلوم کی عمارت داخل اسراف نہیں؟ کیا معمولی اینٹوں کی عمارت سے یہ کام نہیں نکل سکتا تھا؟ کیا آپ کو ضروریاتِ زمانہ نے مجبور نہیں کیا تھا۔ کہ علم دین کے طالب علموں کا مدرسہ بھی شاندار ہونا چاہیئے؟

نعت خوانوں سے عرض

ہم اپنے نعت خوان بھائیوں۔ اور مجلسِ میلاد کا اہتمام کرنے والے حضرات سے بہ ادب گذارش کرتے ہیں۔ کہ داڑھی منڈانے سے پرہیز کریں۔ نماز پڑھیں اس صورت میں مولانا بھی مجلسِ میلاد میں شامل ہو جائیں گے۔ امید ہے کہ آپ بھی اپنے ہاں کبھی نہ کبھی مجلسِ میلاد منعقد فرمائیں گے اس لئے کہ مجلسِ میلاد حقیقت میں باعثِ خیر و برکت ہے۔ اور خیر و برکت کے کام کرنا ہر ایک مسلمان کا شیوہ ہونا چاہیئے۔

وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ط "اے لوگو انیک کام کرو تاکہ تمہیں جنت میں سُرخروئی اور دنیا میں کامیابی حاصل ہو"+

میّت کو ثواب پہنچانا

مولانا تسلیم کرتے ہیں۔ کہ ایصال ثواب درست ہے۔ امر نیک ہے۔ البتہ آپ کو رنج یہ ہے کہ وارثوں کو حصہ دینے سے پہلے خیراتیں شروع کر دی جاتی ہیں۔ سوال یہ ہے کہ کیا یہ کام صرف "بدعتی حنفی" کرتے ہیں۔ اصلی حنفی ایسا نہیں کرتے۔ کیا آپ کے ہم نوا سب کے سب ایسے ہیں جو ادائے ورثہ کے بعد ایصالِ ثواب کی طرف متوجہ ہوتے ہیں؟ اس ضمن میں آپ کا شکوہ یہ ہے۔ کہ تیسرے یا ساتویں یا چالیسویں یا جمعرات وغیرہ کا ثبوت نہیں۔ ایصالِ ثواب کے لئے کوئی خاص دن مقرر کرنا بدعت ہے۔ اور یہ کہ 'بدعتی حنفی' اور اُن کے عالم یہ کہتے ہیں۔ کہ خاص دن مقرر

کئے بغیر مُردے کو ثواب نہیں پہنچتا۔ ممکن ہے کہ یہ بات مولٰنا کے سامنے کسی نے بیان کی ہو یا اُن کو یونہی غلط فہمی ہو۔ ورنہ جن عالموں کو آپ بُرے عالم تصور فرماتے ہیں۔ ہم نے ان سے صدہا مرتبہ سُنا ہے کہ خاص دن مقرر کرنا ضروری نہیں۔ فرض نہیں، واجب نہیں، البتہ یہ چیز مباح ضرور ہے۔ مولانا اس باب میں آپ نے شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی کا جو فتویٰ درج فرمایا ہے وہ ہمارے خلاف نہیں، مثلاً آپ نے فتوے کے ایک حصے کا ترجمہ بدیں الفاظ کیا ہے :-

"خاصکر تیسرے یا کسی اور دن کو مقرر کرنا اور اس کو ضروری سمجھنا، شریعتِ محمدیہ میں اس کا ثبوت نہیں"

مولانا یہ صحیح ہے کہ تعیین کو فرض سمجھنا درست نہیں لیکن یہ کہاں سے ثابت ہو گیا۔ کہ تعیین مباح بھی نہیں؟ لیجئے ہم بھی شیخ عبدالحق صاحبؒ محدث دہلوی کا ایک ارشاد نقل کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں :-

"در بعض روایات آمده است که روح میت مے آید، خانۂ خود را شب جمعہ پس نظرے کند کہ تصدق مے کند از وے یا نہ" (اشعۃ اللمعات جزو اول باب زیارت القبور ص۶۳)

"بعض روایات میں آیا ہے کہ مرنے والے کی روح جمعہ کی رات کو اپنے گھر آتی ہے اور دیکھتی ہے کہ گھر والوں نے ایصالِ ثواب کے لئے کوئی شئے صدقہ کی ہے یا نہیں"

مولانا یاد رہے کہ دلیل مولانا کا فتوےٰ نہیں۔ بلکہ بعض روایات، ہیں۔ لیجئے شبِ جمعہ کی حکمت بھی واضح ہو گئی۔ اگر کوئی بھائی اس سے اثر پذیر ہو کر جمعہ کی شب کو ایصالِ ثواب کرے تو کیا بدعت ہے؟

فاتحہ مروّجہ

مولانا احمد علی صاحب کے نزدیک فاتحہ مروجہ حال بھی بدعت ہے اور آپ کے خیال میں ہر بدعت بے دینی ہے اور ہر بدعتی دوزخی ہے۔ لہٰذا آپ کے فتویٰ کی رو سے فاتحہ مروجہ کے قائل و عامل دوزخی ہیں اس باب میں آپ نے مولانا عبدالحیؒ کا فتویٰ درج فرمایا ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ فاتحہ مروجہ نہ نبی کریمؐ کے عہد رسالت مہد میں تھا۔ نہ صحابہ کے زمانے میں تھا۔ اور نہ تابعین کے زمانے میں تھا۔ مولانا عبدالحیؒ صاحب کا ارشاد صرف اس قدر ہے۔ آپ نے اسے بدعت نہیں ٹھہرایا۔ ہم بصد ادب مولانا احمد علی صاحب کو مولانا عبدالحیؒ کے پورے الفاظ کی طرف متوجہ کرنے کی جرأت کرتے ہیں۔ سنیئے! اس باب میں آپ کے پورے الفاظ یہ ہیں :-

"ایں طورِ مخصوص اگرچہ نہ عہدِ آں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بودہ است ونہ در عہد خلفائے کرام و عظام۔ اگر کسے ایں طور مخصوص دارد جائز است وآں طعام حرام نمے شود وبخوردنش مضائقہ نیست وایں را ضروری دانستن مذموم است، وبہتر آں است کہ ہرچہ خواندہ شود ثوابِ آں بہ میت رساند وطعام را بہ نیتِ تصدق بفقرا خورانند وثوابش نیز بوتے برسانند"

"اس طریق سے فاتحہ کی رسم اگرچہ نبیؐ کریم کے عہد میں نہ تھی۔ خلفاء کے زمانہ میں بھی نہیں تھی۔ لیکن اگر کوئی اس طریق کو مخصوص کرے تو جائز ہے۔ اور جس طعام پر فاتحہ پڑھی جائے۔ وہ حرام نہیں ہوتی اس کے کھا لینے میں کوئی مضائقہ نہیں لیکن اس طریق کو ضروری خیال کرنا بُرا ہے۔" + اور بہتر یہی ہے کہ جو کچھ پڑھا جائے۔ اس کا ثواب مرنے والے کو پہنچایا جائے اور کھانے کو صدقہ کی نیت سے محتاجوں کو کھلایا جائے اور اسکا ثواب بھی مرنے والے کو۔ ص ۶۸

سُنا! آپ نے مولانا عبدالحیؒ کا ارشاد۔ کہ کسی طعام پر کچھ پڑھنا۔ اور اسے

ایصالِ ثواب کے لئے فقراء کو کھلانا جائز ہے۔ لیکن یہ خیال کر لینا کہ اگر طعام پر کچھ پڑھا نہ گیا۔ تو اس سے ایصالِ ثواب نہ ہو گا۔ یہ تصور بُرا ہے۔ مولانا! سوال تو یہ ہے کہ فاتحہ مباح ہے یا نہیں۔ معلوم ہؤا کہ فاتحہ مباح ہے بدعت نہیں اور جو بزرگ اسے بدعت سمجھتے ہیں اور ہر قسم کی بدعت کو خلافِ سنت تصور کرتے ہیں اور بدعتیوں کو بے دین کہتے ہیں۔ انہیں قدرے انصاف اور رحم سے کام لینا چاہیئے۔ اور اپنے بھائیوں کو خواہ مخواہ جہنمی قرار دینے کی تباہ کن جسارت سے اجتناب کرنا چاہیئے۔ جن کا دل دکھایا ہے۔ ان سے بہ خصوص معافی مانگنی چاہیئے۔ اور خدا سے بھی طالبِ عفو ہونا چاہیئے +

ملّا علی قاریؒ کی تصریح

ملا علی قاریؒ ناقل ہیں :-

كَانَ يَوْمًا ثالث عن وفات ابراهيم بن محمد صلى الله عليه وسلم جاء ابوذر عند النبیؐ مع تمرة يابسة ولبن الناقة وخبز الشعير وضعها عند النبي صلى الله عليه وسلم فقرء النبي صلى الله عليه وسلم عليها الفاتحة مرة وسورة الاخلاص ثلث مرات

"حضور کے فرزند حضرت ابراہیمؑ کی وفات کا تیسرا دن تھا۔ کہ حضرت ابوذرؓ خشک کھجوریں۔ اونٹنی کا دودھ۔ اور جَو کی روٹی لے کر حاضرِ خدمت ہوئے۔ انہوں نے یہ چیزیں حضورؐ کے سامنے رکھ دیں۔ حضورؐ نے ان پر ایک دفعہ سورۂ فاتحہ پڑھی اور تین مرتبہ سورۂ اخلاص"

لیجئے! فاتحہ کی اباحت ثابت ہو گئی۔ مولانا عبدالحئیؒ صاحب کے فتوے سے نہیں بلکہ حضورؐ کے فعل سے۔ مولانا شاہ عبدالعزیزؒ کا ارشاد بھی سُن لیجئے! فرماتے ہیں :-

"طعامیکہ برآں نیاز حضرتِ امامین رضؓ می نمایند و برآں فاتحہ وقل و درود خوانند۔ تبرک میشود و خوردن آن بسیار خوب است"۔

"وہ طعام کہ جس پر حضرت امام حسنؓ و امام حسینؓ کی نیاز دیتے ہیں۔ اور اس پر فاتحہ۔ قل اور درود پڑھتے ہیں۔ وہ متبرک ہوجاتی ہے۔ اس کا کھانا بہت عمدہ بات ہے"۔

بتائیے۔ مولانا! قبلہ شاہ صاحب کی نسبت آپ کا فتوئی کیا ہے؟

مولانا اگر فتویٰ ہو سب پر یکساں ہو بڑے تو بچ جائیں اور چھوٹے جو بڑوں کے نقش قدم پر چلتے ہیں وہ فتووں کی زد میں آجائیں۔

مولانا گیارہویں شریف کے باب میں بھی ہماری تصریحات کار آمد ہیں اس لئے اس پر مزید بحث کی حاجت نہیں؟ اس لئے اب مسئلہ استمداد کے متعلق عامیانہ حیثیت سے اپنی گذارش پیش کرتے ہیں۔ یاد رہے کہ ہم عامی ہیں۔ خدا کی قسم کہ میں مولوی نہیں۔ عالم نہیں۔ بلکہ ان ربانی عالموں کی جوتیوں کے برابر بھی نہیں جنہیں ربانی ہونے کا دعوے نہیں۔ البتہ جو ربانی عالم ہونے کے خود مدعی ہوں انہیں ربانی سمجھنا اس پاک لفظ کی توہین خیال کرتا ہوں۔ نیک دل۔ بہی خواہ اُمت۔ اتفاق پسند مولویوں کی خاک کے برابر بھی نہیں۔ لیکن چونکہ آپ نے عام مسلمانوں کو دعوت دی ہے کہ وہ بُرے مولویوں سے الگ ہو کر آپ کے دامن میں آجائیں اور آپ نے جو بدعات درج کی ہیں۔ انہیں چھوڑ دیں۔ اس لئے ان کے متعلق سنی سنائی باتیں درج کر دی ہیں۔ تاکہ آپ کو ہمارا مرض معلوم ہو جائے اور آپ تشخیص کے بعد علاج میں آسانی محسوس کر سکیں اور اگر آپ غلط فہمی اور بے جا تعصب کے مریض ہوں تو آپ اپنا علاج کر سکیں۔ اس لئے کہ

گاہ باشد کہ پیرِ دانشمند۔ برنیاید درست تدبیرے

گاہ باشد کہ کودکے ناداں   از غلط بر ہدف زند تیرے

وظیفۂ استمداد

مولانا احمد علی صاحب وظیفۂ امداد کن اور یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ کو بدعات میں شمار کرتے ہیں. آپ کے نزدیک یہ وظائف دو امر کے باعث بدعات ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ یہ ...ھ سے بعد کی ایجادات ہیں۔ اور دوسرے یہ کہ ان سے حضرت پیر صاحبؒ کا کارساز اور حاجت روا ہونا لازم آتا ہے مولانا کا ارشاد یہ ہے کہ اللہ کے سوا کسی اَور کو حاجت روا جاننا، یا کارساز ماننا کفر ہے ہم بھی اس پر صاد کرتے ہیں کہ حقیقی کارساز خدا کے سوا اور کوئی نہیں۔ دیکھئے! ہم مانتے ہیں کہ جو شخص یہ کہے کہ پانی پیاس بُجھا سکتا ہے. کھانا بھوک دُور کر سکتا ہے۔ بنفشہ بخار کو زائل کر سکتا ہے۔ دوالمسک کھوئی ہوئی طاقت کو واپس لا سکتی ہے کیوڑہ روح پرور ہے، یہ مژدہ جانفزا ہے، مولانا کی "اصلی حنفیت" ہدایت بخش ہے۔ اور یہ سمجھتا ہے. کہ ہر شے کی بیان کردہ تاثیر اس کی ذاتی ہے۔ اپنی ہے از خود ہے. اس کے کفر میں کوئی شک نہیں۔ لیکن جو شخص بطور محاورہ ان اشیاء کو مؤثر کہتا ہے۔ اس کے ایمان میں کوئی کمی نہیں قرآن مجید کی ایک آیت میں ہے :۔

"عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى"   "نبی کریمؐ کو جبریلؑ نے تعلیم دی"

دوسری میں ہے :۔

عَلَّمْنَاهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا   "نبی کو ہم نے خود سکھایا"

پہلی آیت میں جبرائیلؑ کو تعلیم کا سبب قرار دیا گیا ہے۔ ہم اُردو میں کہتے ہیں. بارش نے مردہ زمین کو زندہ کر دیا۔ مقصد اس سے یہی ہے کہ خدا نے زمین

کی تروتازگی کا سبب بارش کو بنایا ہے۔+

قرآن مجید میں ہے :۔

"حتی تتوفھم الملائکۃ" اُن کو فرشتے موت کی نیند سلاتے ہیں"

موت کو فرشتوں کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ یہ نسبت مجازی ہے۔ اور آپ جیسے علماء سے سُنا ہے۔ 'والمجازات فی القرآن کثیر'۔ اللہ تعالےٰ ربّ ہے۔ سب کا پیدا کرنے والا ہے، قرآن مجید ہمیں دعا سکھاتا ہے۔ کہ ہم میں سے ہر ایک اپنے ماں باپ کے حق میں یہ دعا کرے۔ کہ یا اللہ تو ان کی اس طرح پرورش فرما۔ ان پر رحم کر۔ جیسے :۔

'کما ربیانی صغیرا' "جیسے انہوں نے میری عالم طفولیت میں پرورش کی"

پرورش رب ہی کر سکتا ہے۔ لیکن پرورش کا ذریعہ والدین ہیں۔ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ والدین نے میری پرورش کی ہے اور مراد اس سے یہ لے۔ کہ میری پرورش کا سبب خدا نے میرے والدین کو بنایا تو کیا اس قول کا کہنے والا، ماں باپ کو رب کہہ رہا ہے؟ اللہ تعالیٰ رحیم ہے۔ نبیؐ کریم رحیم ہیں۔ ہر صحابی رحیم ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اس آیت میں رحیم سے مراد اللہ ہے۔ بالمومنین رؤف رحیم، اس سے مقصود یہ ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے امتیوں پر غایت درجے کی رافت (عنایت) اور رحمت کرنے والے ہیں۔ حضورؐ کے صحابہ کی نسبت ارشاد ہے :۔

"رحماء بینھم" "وہ آپس میں رحیم ہیں" +

اللہ ان معنوں میں رحیم ہے۔ کہ رحم اس کا ذاتی وصف ہے۔ وہ رحم کرنے والا ہے، مخلوق میں رحم کا مادہ پیدا کرنے والا ہے۔ حضورؐ اس لئے

رحیم ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی وساطت سے امت محمدیہؐ پر رحمتیں نازل فرمائیں۔ صحابہ ان معنوں میں رحماہیں۔ کہ انھوں نے حضورؐ کی تعلیم و تربیت سے اثر پذیر ہو کر ایک دوسرے پر رحم کیا۔ اللہ سمیع ہے بصیر ہے۔ انسان کی نسبت قرآن فرماتا ہے

"جَعَلْنَاهُ سَمِيعًا بَصِيرًا" "اللہ نے بندے کو بھی سننے والا اور دیکھنے والا بنایا ہے"۔

اللہ تعالیٰ کانوں کے بغیر۔ اثرات ہوا کے بغیر ذاتی طور پر سمیع ہے اور دوسروں کو سماعت کی نعمت سے نوازنے والا ہے۔ ایک ناپاک پانی سے پیدا ہونے والے مٹی کے لوتھڑے، ذرات کے مجموعے انسان میں سماعت کی طاقت سمیع کے بغیر کون پیدا کر سکتا ہے۔ چربی کے ایک مجموعہ کو جسے آنکھ کہتے ہیں بصیر بجز بصیر کون بنا سکتا ہے۔ ہم بھی موجود ہیں۔ خدا موجود ہے۔ خدا اپنی ذات سے ہے۔ اس کا وجود اپنا ہے۔ ہم اس لئے موجود کہلاتے ہیں کہ اس نے ہمیں موجود کیا۔ ہم معدوم تھے وہ کسی وقت بھی معدوم نہ تھا ہمیں اس نے عدم سے نکال کر وجود مرحمت فرمایا۔ ہم کچھ نہیں وہ سب کچھ ہے۔ دنیا میں نظم و نثر کے ذریعے اظہارِ خیال کے لئے مجازات سے کام لیا جاتا ہے۔ دیکھنا یہ چاہیئے۔ کہ کہنے والا کون ہے؟ اگر دہریہ کہتا ہے کہ میں سمیع ہوں تو اس کا مطلب اور ہے اور اگر ایک مسلمان کہتا ہے کہ میں سمیع ہوں تو اس کا مفہوم اور ہوتا ہے۔ ان تصریحات کو ملحوظ رکھتے ہوئے مندرجہ ذیل اشعار ملاحظہ ہوں :-

التجائے غوثؒ :- محبوب سبحانی، حضرت غوث الاعظم جیلانیؒ حضورؐ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے بہ ایں الفاظ خطاب کرتے ہیں :-

يَا رَسُوْلَ اللهِ اُنْظُرْ حَالَنَا "اے اللہ کے رسول ہمارے حال پر نگاہ کرم فرما

يَا نَبِيَّ اللهِ اِسْمَعْ قَالَنَا اے اللہ کے نبی ہماری گذارشات سن"

اِنَّنِیْ فِیْ بَحْرِ ھَمٍّ مُغْرَقٌ۔	"مَیں جان کو گھلا دینے والے غم کے سمندر میں ڈوب گیا
خُذْ یَدِیْ سَھِّلْ لَنَا اَشْکَالَنَا	ہوں۔ آپ میری دستگیری فرمائیں۔ میری مشکلوں کو
	حل کریں"+

امام اعظمؒ کی التجا:۔ امام ابو حنیفہؓ کے یہ اشعار ملاحظہ ہوں:۔

یَا سَیِّدَ السَّادَاتِ جِئْتُکَ قَاصِدًا	"اے سرداروں کے سردار! میں حضورؐ کی خدمت میں
اَرْجُوْ رِضَاکَ وَاحْتَمِیْ بِحِمَاکَ	آنذ ولیکر آیا ہوں۔ میں آپ کی رضا کا طالب ہوں۔ میں
انا طامع بالجُوْدِ مِنْکَ وَلَمْ یَکُنْ	حضورؐ کی حمایت میں ہوں۔ مجھ کو حضورؐ سے کرم کی
لِاَبِیْ حَنِیْفَۃَ فِی الْاَنَامِ سِوَاکَ	امید ہے۔ اس لئے کہ ساری کائنات میں حضورؐ کے
(قصیدہ نعمانیہ)	سوا ابو حنیفہؓ کا کوئی اور نہیں ہے"+

ایسے ہی حضرت شاہ ولی اللہؒ کے کئی ایک اشعار نقل کئے جا سکتے ہیں لیکن میں طولِ بیان کے خوف سے انہیں درج نہیں کرتا۔ لیکن مولانا احمد علی صاحب کو میں مدرسہ عالیہ دیوبند کے واجب التعظیم بانی مولانا محمد قاسم صاحب[۱] نانوتویؒ کا مندرجہ ذیل شعر سُنائے بغیر نہیں رہ سکتا۔ سُنئے! عرض کرتے ہیں ؎

مدد کر اے کرمِ احمدی کہ تیرے سِوا
نہیں ہے قاسمِ بیکس کا کوئی حامی کار

کیا حضورؐ کو مجازاً معین۔ کریم اور حامی کار کہنا جائز نہیں؟ آپ کے کئی ایک مرید وکیل ہیں۔ لیکن کیا وہ ان معنوں میں وکیل ہیں۔ جن معنوں میں خدا ہے؟ کیا وکیل کے معنی کارساز نہیں۔ لیکن مجازی وکیل کو حقیقی وکیل سے کیا نسبت ؟

حضرت حاجی امداد اللہ صاحبؒ مہاجر کی فریاد ملاحظہ ہو۔ لکھتے ہیں :۔

کرم فرماؤ ہم پر اور کرو حق سے شفاعت تم
ہمارے جرم و عصیاں پر نہ جاؤ یا رسول اللہ

پھنسا ہوں بے طرح گردابِ غم میں ناتواں ہو کر
مری کشتی کنارے پر لگاؤ یا رسول اللہؐ

[illegible]

[۱] [illegible]

کیا خدا کے سوا کشتی کو کوئی پار لگا سکتا ہے؟ مولانا! بات یہ ہے۔ کہ اگر سبب کا تذکرہ کر کے نظر مسبب پر ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ جب اللہ تعالیٰ اپنی خاص صفت سے اپنے بندے پر تجلی فرماتا ہے۔ تو اس بندہ سے اس صفت کے مناسب افعال سرزد ہوتے ہیں۔ ہم جو بول رہے ہیں تو ہمارا بولنا متکلم کی صفت کلام کا پرتو ہے۔ حضرت موسیٰ پر خدا نے اپنی صفت کلام کا نور القا فرمایا۔ تو وہ کلیم اللہ کہلائے حضرت عیسیٰ پر صفت احیاء کا جلوہ منکشف فرمایا تو وہ مردوں کو زندہ کرنے کا سبب بن گئے۔ کلام بھی رحمت ہے۔ مردہ کو زندہ کرنا بھی رحمت ہے۔ خلیل اللہ کی خلت بھی رحمت ہے۔ لیکن جو ہستی رحمۃ اللعالمین کی خلعت سے نوازی گئی اس پر اللہ تعالیٰ نے جتنی صفات کا نزول فرمایا۔ اس کو خدا ہی جانتا ہے۔ لیکن اس قدر ہم بھی جانتے ہیں۔ کہ جیسے خدا کائنات کا سبب ہے۔ ایسے ہی حضورؐ کائنات کے لئے رحمت ہیں۔ لیکن آپ کا رحمت بنایا جانا رحمت ربانی کا ایک کرشمہ ہے۔ حضرت غوث الاعظمؓ سے یہ التجا کرنا کہ وہ ان نعمتوں سے جو انہیں خدا نے بخشی ہوئی ہیں۔ کوئی شئے اپنے مخلص مریدوں کو بھی دیں۔ نہ شرک ہے نہ کفر۔ بلکہ اظہار محبت ہے۔ اس مجاز کو حقیقت پر محمول کرنا انہی بزرگوں کا کام ہے۔ جو اپنے آپکو جنتی اور دوسروں کو جہنمی قرار دینے کے درپے ہیں۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ فخر المحدثین[۱] حضرت قبلہ سید انور شاہ صاحب طاب اللہ ثراہ کی زبان فیض ترجمان سے میں نے خود سنا کہ "وظیفہ یا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ شیئاً للہ پڑھنا جائز ہے"۔ اگر مولانا احمد علی صاحب کو اس سے انکار ہو تو میں مولانا سے مباہلہ کرنے پر طیار ہوں۔ یہ سچ ہے کہ علم کے لحاظ سے مولانا احمد علی صاحب اگر بحر ذخار ہیں تو میں ناچیز قطرہ بھی نہیں۔ لیکن مولانا کے علم کو حضرت شاہ صاحبؒ کے تبحر علمی و ذوقِ فقہی سے کوئی نسبت نہیں۔ ہاں یہ صحیح ہے۔ کہ 'امداد کن' 'امداد کن' کے وظیفہ کے آخری

[۱] شاہ صاحب پکے حنفی تھے ہمارے اور انکے عقیدہ میں کوئی فرق نہ تھا دیوبند سے شاہ صاحب کو الگ کرنے کی گئی

الفاظ "یا شیخ عبدالقادرا" ادباً درست نہیں۔ اس لیئے کہ حرف 'یا' بھی ندائیہ ہے عبدالقادرا کا الف بھی ندائیہ ہے۔ دوسرے یہ کہ 'عبدالقادرا' کہنا ٹھیک نہیں لیکن اس کا موزوں نہ ہونا صرف اس لئے ہے کہ یہ لفظ منافیٔ فصاحت وادب ہے۔ وگرنہ امداد کن کہنا شرک میں داخل نہیں +

مؤدّبانہ گذارشات

قرآن مجید کا حکم ہے :-

تَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَ التَّقْوٰی ' "اے مسلمانو! نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرو" +

کیا ایک دوسرے کی مدد کرنے والے کو معین نہیں کہتے؟ یہ کہا جائے کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا معین ہے تو کیا یہ کہنا جائز نہیں؟ ظاہر ہے کہ حقیقتاً معین خدا ہی ہے۔ بایں ہمہ خدا فرماتا ہے۔ کہ ایک دوسرے کے معین بنجاؤ جب زید بکر کو اپنا معین سمجھتا ہے۔ تو اس کا مقصود معین حقیقی نہیں ہوتا۔ ایسے ہی امداد کن کہنے والا حضرت پیر صاحبؒ کو حقیقی مددگار نہیں سمجھتا۔ بایں ہمہ جیسے ایک دوسرے کو معین کہنا جائز ہے۔ پیر صاحبؒ کو مددگار کہنا بھی جائز ہے کون نہیں کہتا کہ کیوڑا روح پرور ہے۔ لیکن کون مسلمان نہیں مانتا کہ روح کی پرورش کرنے والا صرف خدا ہے۔ پھر بھی کیوڑا کو روح پرور کہنا شرک نہیں۔ گناہوں کو بجز خدا کون معاف کرسکتا ہے۔ عفوٌ کریم اسی کی ذات ہے۔ لیکن نبی کریمؐ کو حکم دیا ہے۔ کہ 'فاعف عنھم' جنگ احد میں جن اصحاب نے لغزش کی ہے۔ انہیں معاف کردے۔ مسلمانوں کا ایک وصف یہ بھی ہے۔ کہ وہ 'عافین عن الناس' ہیں، لوگوں کی خطاؤں کو معاف کرانے والے ہیں۔ خدا معاف

کر دینے والا ہے۔ مسلمان معاف کر دینے والے ہیں۔ لیکن تینوں کی معافیوں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ ایسے ہی جو مدد پیر صاحب کر سکتے ہیں۔ اس میں اور اس مدد میں جو خداوند کریم کر سکتا ہے عظیم الشان فرق ہے۔ پیر صاحبؒ اپنی گوناگوں بزرگیوں کے باوجود خدا کی مخلوق ہیں۔ حادث ہیں۔ مرزوق ہیں۔ خدا کے بندے ہیں۔ خدا بھی ولی ہے۔ مومن بھی ایک دوسرے کے ولی ہیں۔ لیکن جن معنوں میں خدا ولی ہے۔ ان معنوں میں کوئی ولی، ولی نہیں۔ خدا کے واسطے آپ کیوں عامۃ المسلمین کو جہنمی قرار دینے کے درپے ہیں۔ کیا اس لئے کہ وہ وقت پر اسلام کے کام کرتے ہیں۔ جانیں قربان کر دیتے ہیں۔ جیلوں میں جاتے ہیں۔ مصیبتیں برداشت کرتے ہیں۔ اگر بیچارے کہیں گیارہویں۔ یا میلاد کی مجلس منعقد کرتے ہیں۔ تو آپ خواہ مخواہ انکی طرف ایسی باتیں منسوب کر کے انہیں مطعون قرار دیتے ہیں۔ جو ان کے وہم و گمان میں نہیں ہوتیں + شہید گنج کی مسجد پر جام شہادت پینے والے وہی داڑھی منڈے تھے آپ لوگوں کا تو پتہ بھی نہیں تھا کہ آپ کہاں تشریف لے گئے!

اُونچی آواز سے دُرود شریف

اس کے خلاف آپ کو یہ شکایت ہے کہ نمازوں کے بعد اُونچی آواز سے دُرود پڑھنے سے محلے والوں کو "تکلیف ہوتی ہے۔ لاہور میں شاہی مسجد۔ مسجد بیگم شاہی۔ مسجد وزیر خاں۔ سنہری مسجد۔ چار بڑی مسجدیں ہیں۔ پانچوں نمازوں کے بعد اگر ان مساجد میں اتنی اونچی آواز سے درود شریف پڑھا جائے۔ کہ جتنی آواز سے عام طور پر پڑھا جاتا ہے۔ تو اس میں کیا ہرج ہے؟ اگر مسجد شیرانوالہ میں اونچی آواز سے درود پڑھا جائے تو کس محلہ والے کا دل دکھے گا؟ صبح کی نماز کے بعد اگر درود پڑھا جائے۔ تو اس میں کس کو دکھ ہے؟ جو اس وقت تک سویا پڑا ہے اس کی اس غفلت کو اسلام کب پسند کرتا ہے۔ اگر بذریعہ درود اسے بیدار کر دیا جائے

توکیا قیامت ہے ؟ ظہر کے بعد کیا تکلیف ہے ؟ عصر کے بعد درود کسے دکھ دیتا ہے ۔مغرب کے بعد درود سے کسے اذیت پہنچتی ہے؟ عشاء کے بعد پانچ دس منٹ تک درود پڑھتے رہنا نیند میں کیسے حارج ہے ؟ ان چھوٹی چھوٹی باتوں کی بنا پر بھائیوں کو بدعتی کا لقب دینا کس ضابطۂ اخلاق کی رُو سے مستحسن ہے ؟

آنحضرتؐ کی بشریت عبدیت

مولانا فرماتے ہیں ۔کہ بُرے عالموں' اور بُدعتیوں' کا عقیدہ یہ ہے ۔ کہ وہ آنحضرت کو بشر اور عبد نہیں مانتے ۔آپ کے مخالف لاہوری بھائیوں کی حنفیت یہ ہے کہ حضور کی بشریت اور عبدیت سے انکار کیا جائے ۔مولانا! ہم نے تو ان عالموں سے کبھی یہ نہیں سُنا ۔کہ آنحضرتؐ کو عبد کہنے والا کافر ہے ۔ان میں سے ایک کا نام لو ۔جو "اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ واشہد ان محمد عبدہٗ ورسولہ" نہ پڑھتا ہو ۔کیا آپ کا خیال ہے ۔کہ ان کا کلمۂ شہادت پر ایمان نہیں ؟ کیا وہ نمازوں میں یہ الفاظ نہیں پڑھتے ۔مولانا! آپ کیا غضب ڈھا رہے ہیں ؟

(۱) مولانا! آپ انجمن خدام الدین لاہور کے ممبر بھی ہیں ۔اور امیر بھی ہیں ۔کبھی ایک ممبر کا یہ درجہ نہیں کہ اس کا حکم ہر ممبر مانے ۔لیکن آپ امیر ہیں ۔آپ کا حکم ہر ممبر کے لئے واجب التسلیم ہے ۔گویا آپ ممبر ہیں بھی اور نہیں بھی ۔آپ کو محض ممبر گردانا اور تمام ممبران کے مساوی قرار دینا آپ کی توہین ہے +

(۲) ہر انسان حیوان ہے ۔لیکن ہر حیوان انسان نہیں ۔انسان کو حیوان ناطق کہتے ہیں ۔اگر کہا جائے کہ لاہور میں اتنے لاکھ حیوانات ہیں ۔تو کسی کو یہ وہم بھی نہیں آئے گا ۔کہ لاہور کے باشندے بھی ان میں داخل ہیں ۔اس لئے رکھ

حیوان ناطق کی قید یا فصل ممیزہ نے انسان کو حیوان محض سے الگ کر دیا ہے ؎

(۳) ہر پرائمری پاس ایم۔اے نہیں۔ لیکن ہر ایم۔اے پرائمری پاس ضرور ہے۔ لیکن اسے پرائمری پاس کہہ کر پکارنا اس کی توہین ہے ؎

(۴) ایک زمانہ تھا کہ حضرت عمرؓ کو عمیر کہا جاتا تھا۔ آپ بعد میں حضرت عمرؓ کہلائے۔ امیر المومنین کے مقام تک پہنچے۔ محدث کہلائے۔ آپ بلاشبہ عمیر پکارے گئے۔ اب اگر کوئی عمیر کہہ کر مخاطب کرے تو گستاخ ہے۔ بے ادب ہے

(۵) وحی ربانی کو حاصل کرنے کے لئے خاص دماغ چاہیئے۔ حضورؐ کی نسبت فرمایا گیا۔ کہ آپ مورد وحی ہیں۔ دوسرے انسانوں میں وحی کے حصول کی قابلیت نہیں۔ آپ اس میں ممتاز ہیں۔ ہاں ظاہری لوازمات بشری میں آپ ابنائے آدم سے ملتے جلتے ہیں۔ آپ کے لاتعداد خصائص اور بے نظیر محامد و اوصاف کو پیش نظر رکھتے ہوئے آپ کو محض بشر تصور کرنا خلافِ ادب گستاخی ہے ؎

(۶) ارشاد باری ہے :-

"یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا۔" "اے ایمان والو! اپنے نبی کو راعنا کہہ کر مت پکارو" ؎ کیونکہ کفار نے اس لفظ کو بگاڑ دیا تھا

مومن تو حضور بھی ہیں۔ لیکن اس خطاب میں حضورؐ شامل نہیں۔ ہر نبی بشر ہوتا ہے۔ لیکن ہر بشر نبی نہیں ہوتا۔ معلوم ہوا کہ بشر بشر میں تفاوت ہے نبی بھی بشر ہے۔ اور ہر بشر بھی بشر ہے۔ لیکن چونکہ ہر بشر نبی نہیں ہے۔ اس لئے ہر نبی تمام انسانوں سے اس امر میں ممتاز ہے۔ کہ وہ نبی ہے اور دوسرے نبی نہیں ہیں

(۷) قرآن مجید ارشاد فرماتا ہے :-

اِذَا قِیْلَ لَھُمْ اٰمِنُوْا کَمَا جب منافقوں سے کہا جاتا ہے کہ ایمان لاؤ

اس طرح سے کہ جس طرح ایمان لائے لوگ"۔ "امن الناس"

منافق کیا 'ناس' نہیں؟ مومنوں کو 'ناس' کہا جا رہا ہے اور منافقوں کو ایک معنی سے ناس کہکر خطاب کیا جا رہا ہے۔ اور دوسرے اعتبار سے خارج کیا جا رہا ہے۔ معلوم ہوا کہ آدمی آدمی میں فرق ہے۔ ایسے آدمی بھی ہیں۔ جن کی آدمیت فرشتوں کی ملکیت سے افضل ہے۔ اور ایسے بھی ہیں۔ کہ جن کی آدمیت حیوانیت سے بھی گری ہوئی ہے۔ اس لئے بزرگ زور دیتے ہیں۔ کہ حضورؐ کو اپنے جیسا نہ کہا جائے اس لئے کہ اس میں گستاخی کا احتمال ہے۔

مولانا جامی جیسا صوفی منش انسان لکھتا ہے ؎

یا صاحب الجمال و یا سید البشر

یہی مصرعہ پیش فرما کر کسی حنفی عالم سے یہ فتویٰ دلا دیں کہ اس کا قائل نعوذ باللہ کافر ہے۔ تو میں آپ کا زیر بحث دعویٰ تسلیم کرونگا۔ لیجئے ہم حلفاً اپنے ایمان کا اظہار کرتے ہیں کہ ہم آپ کو سید البشر اور عبد اکمل مانتے ہیں۔

(۱) آپ کی روح اس قدر مزکی ہے کہ ہم اس کے تصور سے بھی عاجز ہیں۔ انسانیت میں حقیقی شئے تو روح اور اخلاق کا کمال ہے۔ ان معنوں کے لحاظ سے آپ کا ثانی کون ہو سکتا ہے؟ ہر انسان کی سیرت میں اس کے والدین۔ احباب رشتہ داروں اور استاذوں کا اثر نمایاں ہوتا ہے لیکن آپ کے اخلاق کا نشوو نما ظل رحمان میں ہوا آپ کو جو کچھ پڑھایا خدا نے پڑھایا۔ جو کچھ سکھلایا۔ خدا نے سکھایا۔ آپ کی تعلیم و تربیت میں کسی بشر کا مطلقاً کوئی اثر نہیں۔ آپ کے کمالات خصوصی میں کوئی شریک نہیں نہ فرشتے۔ نہ جن۔ نہ انس۔

بدعت

مولانا کو رنج ہے۔ کہ ان کے مخالف 'لاہوری حنفی' بدعات میں مبتلا ہیں۔

لاہوری حنفی، مولانا کی اصطلاح ہے۔ ہم نہ بریلوی حنفی ہیں۔ نہ دیوبندی حنفی ہیں نہ لکھنوی حنفی ہیں اور نہ لاہوری۔ اس لئے کہ امام بوحنیفہ رحؒ نہ لاہور میں پیدا ہوئے نہ کبھی بریلی تشریف لے گئے۔ نہ لکھنؤ پہنچے نہ دیوبند میں آپ کا گذر ہوا۔ آپ کا وطن شریف کوفہ ہے۔ آپ کے فیوض عالمگیر حیثیت رکھتے ہیں: تاہم ضروری معلوم ہوا کہ مولانا کو خوش کرنے کے لئے ہم اپنا نقطہ نگاہ ان کی خدمت میں پیش کردیں اور عرض کریں کہ بدعت کو ہم عامی کیا سمجھتے ہیں۔ سچ ہے کہ بدعت کی تعریف علما ہی کر سکتے ہیں لیکن چونکہ مولانا نے عامیوں کو کہا ہے۔ کہ وہ بڑے عالموں سے کٹ کر ان کے سایہ میں آجائیں۔ اس لئے جو کچھ ہم عوام سمجھتے ہیں اس کا اظہار ضروری ہے۔ طبیب نبض دیکھنے کے علاوہ مریض سے بھی کچھ پوچھ لیا کرتے ہیں۔ اس لئے ہم اپنی کیفیت خود بیان کرتے ہیں +

مولانا احمد علی صاحب کے نزدیک ہر بدعت مذموم ہے۔ اور جو سات چیزیں آپ نے شمار کی ہیں۔ وہ بدعات ہیں۔ ان کا مرتکب بے دین ہے ہماری گذارش یہ ہے کہ ہر بدعت مذموم نہیں۔ جن امور کو مولانا نے بدعات کہا ہے وہ مباح ہیں۔ فرض نہیں۔ واجب نہیں، لازمی نہیں، سنت نہیں، مولانا نے ایک حدیث درج فرمائی ہے۔ جس کے الفاظ مبارکہ یہ ہیں :۔

مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَیْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ۔

"جو شخص ہمارے کام یعنی دین میں کوئی نئی چیز ایجاد کرے۔ جو کہ اس کا جزو نہیں ہے۔ تو وہ چیز مردود ہے" +

اس حدیث شریف کا لفظی ترجمہ یہ ہے جو شخص یا جو جماعت ہمارے اس دین میں وہ نئی چیز پیدا کرے۔ جو اس دین میں سے نہ ہو۔ تو اس کی وہ چیز رد کر دینے کے قابل ہے +

اَحْدَثَ کسی چیز کی ایجاد کو کہتے ہیں۔ غور کیجئے اگر حضورؐ فرماتے کہ جو شخص دین میں نئی چیز پیدا کرے۔ اس کی ایجاد مردود ہے۔ تو یہ جملہ اپنے مطلب کو واضح کرنے کے لئے کافی ووافی تھا۔ سوچنا چاہیئے کہ پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے "مَا لَیْسَ مِنْہُ" کا جملہ کیوں بڑھایا۔ یعنی یہ کیوں کہا کہ ایسی چیز جس کی اصل دین میں سے نہ ہو۔ معلوم ہوا کہ ایسی چیز مردود ہے۔ جس کی دین میں کوئی اصل نہ ہو۔ یوں سمجھئے کہ ہر وہ شئے جو خلافِ دین و بے اصل ہے مردود ہے۔ اس حدیث شریف میں بدعت کا لفظ موجود نہیں ہے۔ مولانا عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:۔

"مراد چیزے است کہ مخالف و مغیّر دین باشد" +

یعنی قابل ردوہ شے ہے۔ جو دین کے مخالف ہو۔ اور دین میں تبدیلی پیدا کر دینے والی ہو"

ارشادِ نبوی

"قَالَ النَّبِیُّ مَنِ ابْتَدَعَ بِدْعَۃً ضَلَالَۃً لَا یَرْضَاھَا اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ" (ترمذی شریف)

(نبی کریمؐ کا ارشاد ہے کہ جو شخص ایسی بدعت (نئی چیز) رائج کرے یا نکالے کہ جو گمراہ کر دینے والی ہو۔ اسکے اس فعل پر نہ اللہ راضی ہوگا۔ نہ اس کا رسولؐ)

اس ارشاد سے ہویدا ہو رہا ہے۔ کہ ہر بدعت مذموم نہیں۔ بلکہ وہ بدعت مذموم ہے جو گمراہ کن ہو۔ اگر لفظ بدعت ہی کافی ہوتا۔ تو آپ ضلالۃً کی قید نہ فرماتے +

امام شافعیؒ کی تعریف

حضرت امام شافعیؒ فرماتے ہیں:۔

وَالْبِدْعَۃُ مَا خَالَفَ کِتَابًا

بدعت وہ ہے۔ کہ جو قرآن شریف، حدیث شریف

اوسنۃً اواثراً "۔ یا عمل صحابہ کے مخالف ہو"

(اعلام الموقعین جلد اول صفحہ ۱۳۹)

آپ کی طرف یہ الفاظ بھی منسوب ہیں :-

" مَا اَحدث وخالف کتاباً او سنۃ اواجماعاً او اثراً فھو البدعۃ المذمومۃ وما احدث من الخیر ولم یخالف ذلک فھو البدعۃ المحمودۃ "

"جونئی چیز قرآن شریف۔ حدیث نبوی۔ اجماع صحابہ۔ فعل صحابہ کے مخالف ہے۔ وہ بُری بدعت ہے۔ اور جونئی چیز نیکی میں سے ہے۔ اور ان امور کے خلاف نہیں۔ وہ اچھی بدعت ہے"+

(فتح الباری جزو ۲۹ صفحہ ۶۲۹)

حدیث کی رُو سے بدعت اچھی بھی ہے۔ بُری بھی۔ امام شافعیؒ کی تعریف کی رُو سے بدعت اچھی بھی ہے بُری بھی۔ بدعت کی تعریف میں اہل علم کا قدرے اختلاف ہے۔ جو حضرات بدعت کو بلا قید بُرا کہتے ہیں۔ اُن کے نزدیک بدعت کی تعریف یہ ہے۔ کہ وہ قرآن یا حدیث یا آثار صحابہ کے مخالف ہو۔ جس کو لوگوں نے مذہب میں داخل کر دیا ہو۔ حالانکہ قرآن مجید۔ احادیث اور آثار صحابہ سے خود اس کا یا اس کے مثل یا مشابہ شئے کا دین میں پایا جانا ثابت نہ ہو +

نبی کریمؐ کے ارشاد میں جو یہ الفاظ آئے ہیں۔ "مَا لَیْسَ مِنْہُ" اس کی تشریح یہ ہے کہ جونئی چیز ایسی ہو کہ خود اس کا یا اس کے مثل کا یا مشابہ کا دین میں پایا جانا ثابت نہ ہو۔ 'مالیس منہ' کا جو ترجمہ مولانا احمد علی صاحب نے یہ کیا ہے۔ کہ "جو کہ اس کا جزو نہیں ہے' موزوں نہیں معلوم ہوتا +

واقعات

(۱) ہم عامیوں کو بھی معلوم ہے کہ حضورؐ مکہ ہی میں ہے۔ ابھی آپ نے

ہجرت نہ فرمائی تھی کہ مصعب بن عمیر مبلغ اسلام کے زیر اثر مدینہ میں مسلمانوں میں ایک خاص مخلص جماعت پیدا ہوگئی۔ اصحاب نے جمعہ کی نماز اسعد بن زرارہؓ کے ساتھ ملکر پڑھی۔ حالانکہ یہ نماز ابھی حضورؐ نے نہیں پڑھی تھی۔ ابھی یہ نماز جماعتی رنگ میں حضورؐ نے ابھی نہیں پڑھی تھی کہ مدینہ منورہ میں پڑھی گئی ۔

(۲) قران مجید کے جمع کرنے کے بارے میں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے درمیان گفت وشنید ہوئی۔ حضرت عمرؓ کی استدعا پر حضرت ابوبکرؓ نے ارشاد فرمایا:۔ کَیْفَ نَفْعَلُ شَیْئًا لَمْ یَفْعَلْہُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلے اللہ علیہ وسلم — ہم وہ کام کس طرح کر سکتے ہیں۔ کہ جیسے رسول خداؐ نے نہیں کیا۔

اس کے جواب میں حضرت عمرؓ نے کہا:۔

"ھو واللہِ خیرًا" — "اللہ کی قسم کہ یہ کام نیک ہے"

اس پر حضرت ابوبکرؓ جمع قرآن پر آمادہ ہوگئے۔ بلا شک وشبہ اس فعل کی اصل قران وحدیث سے ثابت تھی، اس سے زائد شئے کے لئے مشورہ کی ضرورت لاحق ہوئی ۔

(۳) حضرت عمرؓ نے عامۃ المسلمین کو ایک امام کی اقتدا میں باجماعت تراویح پڑھنے کا حکم دیا۔ اور اس کے متعلق فرمایا:۔

"نِعْمَتِ الْبِدْعَۃُ ھٰذا" — "کیا اچھی ہے یہ بدعت"

معلوم ہوا کہ بدعتِ حسنہ بھی ہوتی ہے ۔

(۴) حضرت عثمانؓ نے اذان جمعہ میں اضافہ کیا ۔

(۵) حضرت علیؓ کے زمانے میں ایک شہر میں دو جگہ نماز عید ادا کی گئی ۔

(۶) قران مجید پر حجاج بن یوسف کے زمانے میں اعراب لگائے گئے عجمیوں کے لئے ان کا ہونا جتنا ضروری ہے۔ وہ ظاہر وباہر ہے۔ یہ اعراب نہ حضورؐ کے زمانے

میں تھے اور نہ صحابہ کے زمانے میں +

(۷) بعض خلفائے بنو امیہ نے خطبہ میں بعض صحابہ کے خلاف زبانِ طعن دراز کی۔ خدا نے اس بدعت سیئہ و مذموم کو دور کرنے کے لئے انہی میں سے حضرت عمر بن عبدالعزیز رضؓ کو پیدا فرمایا۔ انہوں نے خلفائے راشدین۔ امہات المومنین اور عشرہ مبشرہ کے اسمائے مبارکہ خطبۂ جمعہ میں داخل کئے۔ آپ کی یہ بدعت حسنہ تمام ممالکِ اسلامیہ میں رواج پذیر ہے۔ اس بدعت پر مولانا احمد علی صاحب کی مسجد میں بھی عمل ہوتا ہے +

(۸) تقسیمِ احادیث۔ تفصیلِ فرائض و سنن و مستحبات بھی بعد کی ایجادات ہیں

اقسامِ بدعت

متذکرہ واقعات اور اسی نوعیت کے متعدد واقعات۔ فہم عامہ اور ضروریاتِ ملت کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے علماء نے بدعت کی اقسام متعین فرمائیں۔ اسلام وسعت پذیر تھا۔ نئی نئی ضروریات پیش آ رہی تھیں۔ ان ضروریات کے باب میں کلیت کے رنگ میں احکام موجود تھے۔ ان کی بنیاد پر جزئیات کے استنباط کی حاجت تھی۔ اس لئے مخدوم ملت بزرگوں نے قوم کی رہنمائی کی۔ ان کے ارشادات کی رُو سے بدعت کی پانچ قسمیں ہیں :-

(۱) بدعت واجبہ :- یہ بدعت ضروری تصور کی گئی ہے مثلاً ترتیبِ قرآن۔ جمع احادیث، قرآن پر اعراب، تفصیل فرائض و سنن و مستحبات +

(۲) بدعت حسنہ، تراویح +

(۳) بدعت مباحہ، گیارہویں، مولود، وغیرہ +

(۴) بدعت مکروہہ۔ مسجد میں سوال کرنا۔ کیونکہ حدیث میں اس کی ممانعت صاف

وارد ہے۔ مسجد میں خرید و فروخت +

(۵) بدعات محرّمہ۔ بزرگوں کے مزارات پر رقص و سرود۔ منشیات کا استعمال۔ عورتوں کا جھرمٹ +

جائز و مباح

مولانا کسی امر کے جائز یا مباح ہونے کے لئے کسی خاص ثبوت کی اصولاً کوئی حاجت نہیں۔ اس امر کے نہ ہونیکا ثبوت اسے حرام نہیں ٹھہراتا۔ زیادہ سے زیادہ یہ ہے۔ کہ اگر کوئی شے حضورؐ کے زمانہ میں نہ ہوئی ہو تو اس کی نسبت یہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ اس کا کرنا سنت نہیں لیکن یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ خلاف سنت۔ عدم ثبوت سنت اَور ہے اور خلافِ سنت اَور ہے۔ مزید براں ہر شخص پوری تحقیق سے یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ اس کا کوئی ثبوت نہیں۔ حضرت امام بخاریؒ کو چھ لاکھ حدیث یاد تھی لیکن آج احادیث کی تمام کتابوں میں ۲۰ ہزار سے زیادہ احادیث نہیں ہیں۔ علاوہ ازیں امام بخاریؒ کی نسبت یہ نہیں کہا جاسکتا۔ کہ وہ معصوم تھے۔ آپ نیک تھے۔ حافظ الحدیث تھے۔ اعلیٰ درجہ کے متقی تھے۔ ملت کے مخدوم تھے۔ بایں ہمہ منزہ عن الخطا نہ تھے۔ آپ نے احادیث کے جو ابواب تجویز فرمائے ہیں۔ وہ آپ کے ذہنِ رسا کا نتیجہ ہیں۔ تمام امت پر وہ حجت نہیں۔ جو حضرات ان کی ہر تحقیق کو خطا سے خالی اور اُن کے قائم کردہ ابواب کو بھی حجت گردانتے ہیں۔ انہیں کیا حق حاصل ہے؟ کہ امام بخاریؒ کے مقلد ہوتے ہوئے دوسروں کو تقلیدِ جامد کا طعنہ دیں۔ ایسے ہی اگر کوئی شے حضور یا صحابہ یا تابعین سے منقول نہ ہو تو اس سے یہ لازم نہیں آتا۔ کہ وہ شے واقع ہی نہیں ہوئی۔ عدم علم شئے یا عدم نقل شئے عدم شئے کو مستلزم نہیں۔ اگر ساری کی ساری احادیث قلمبند ہوتیں۔ ان کے الفاظ بھی مثلِ قرآن محفوظ ہوتے۔ تو اسلام کے تمام عقائد و اعمال کی دار و مدار احادیث پہ ہوتی۔ اس لئے کہ حضورؐ کی تشریح و تفسیر کے بعد کسی کو تشریح کا کوئی حق حاصل نہیں لیکن قرآن مجید حسب تصریحات نبی کریم و آیات قرآن ہر نوع محفوظ ہے

مصئون ہے۔ تحریف سے منزہ ومبرا ہے۔ اس لئے احناف اصل قرآن کو قرار دیتے ہیں۔ اور عقائد کے لئے حجتِ قطعی قرآن مجید کو گردانتے ہیں۔ حدیث کو بھی حجت جانتے ہیں۔ لیکن اعمال میں۔ نہ کہ عقائد میں۔ اس لئے کسی حدیث کا صحاح میں نہ ہونا۔ یا اس کا عدم نقل۔ اس کے عدم کی دلیل نہیں ؛

مولانا سے آخری التماس

مولانا آپ بزرگ ہیں۔ اتحاد ملت کے دعویدار ہیں۔ آپ کو یہ باتیں زیب نہیں دیتیں۔ کہ لوگوں کو خواہ مخواہ بدعتی بنائیں۔ جو عالم آپ کے ہمنوا نہیں۔ ان کو بُرے عالم کہنا اچھا نہیں۔ آپ کا یہ فرمانا کہ لاہور میں ایسے عالم ہیں۔ جو آپ کے خلاف ہیں۔ آپ انہیں بُرا بتانا۔ ان کے ہمخیال بھائیوں کو بدعتی ٹھہرانا معیوب باتیں ہیں۔ ان دنوں اتحاد کی ضرورت ہے۔ اصلی حنفیت اور نقلی حنفیت کے تنازعات میں الجھنے کی ضرورت نہیں۔ آپ اپنے حلقہ اثر میں دین کی اشاعت کریں۔ دوسرے بزرگ اپنے دائرہ عمل میں کام کریں۔ ہمارے نزدیک اگر آپ دونوں ملکر کام نہیں کر سکتے۔ تو یہی بہتر ہے۔ کہ ایک دوسرے کے خلاف نہ کچھ کہیں نہ لکھیں۔ بلکہ اپنا اپنا کام کرتے جائیں۔ فیصلہ یا نتیجہ خدا کے سپرد کر دیں۔ امید ہے کہ آپ ایک عامی حنفی کی اس تحریر پر ضرور مخلصانہ توجہ فرمائیں گے *

مولانا میں آپکو یقین دلاتا ہوں کہ میری مدت سے آرزو ہے اور مرتے دم تک یہ آرزو رہیگی کہ کہ ان دونوں جماعتوں کو جنکو امام ابو حنیفہؒ کی غلامی کا دعویٰ ہے خدا ان کو ایک جگہ جمع کر دے اس چیز کو پیش نظر رکھتے ہوئے آج سے دو سال بیشتر مناظرہ کا انتظام کیا لیکن کرانے والوں کی نیت نیک تھی لیکن دونوں طرف سے جو مناظر تھے انکی نیت میں فرق تھا۔ اس نیک نیتی میں

(بقیہ شکریہ) بلکہ اپنے حقیقی بھائیوں سے زیادہ عزیز یاد آگئے۔ چنانچہ میں جناب مسلم صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ان سے رسالہ لکھنے کی بابت تبادلہ خیالات کیا انہوں نے کمال شفقت سے کئی ایک کتابیں عنایت کیں بلکہ بعض نہایت ضروری حوالے اپنے قلم سے لکھکر عنایت فرمائے۔ میں اپنے اس فاضل دوست کا جسقدر بھی شکریہ ادا کروں کم ہے اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک کے طفیل میرے دوست کے علم فہم اور اولاد میں برکت کرے آمین ثم آمین

میں اپنے عزیز دوست میاں چنن الدین صاحب مالک مقبول عام پریس کا بھی بے حد شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جنہوں نے اپنے تمام کاموں کو چھوڑ کر میرے اس رسالہ کو چند گھنٹوں میں چھاپ دیا۔ میرے عزیز دوست میاں چنن الدین صاحب کی طبیعت آجکل علیل ہے میں تمام ان بزرگوں کی خدمت میں یہ عرض کرتا ہوں جن کی خدمت میں یہ رسالہ پہنچے میرے دوست کیلئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کے صدقے سے انہیں صحت کلی عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین +

حضرت مولانا احمد علی صاحب کی خدمت میں گذارش

مولانا میں نہایت ادب سے جناب کی خدمت میں یہ عرض کرتا ہوں کہ آپ آئندہ کوئی رسالہ یا کتاب شائع کریں تو آپ کو حق ہے کہ جو علماء آپکے نزدیک بُرے ہیں آپ بڑی خوشی سے جن لفظوں میں چاہیں آپ انہیں مخاطب کریں۔ آپ انکو علماء سوء لکھیں یا دہ آپ کو وہابی لکھیں لیکن ہم بے علموں کو بے دین، جہنمی وغیرہ کے خطاب سے یاد نہ کیا کریں۔ ہم نے مانا کہ آپ جنت کے ٹھیکیدار ہیں۔ آپ ہی اپنی جماعت کو لیکر جنت میں تشریف لیجاویں مگر جس خدا کی آپ مخلوق ہیں ہم بھی اسی خدا کے ایک گنہگار بندے ہیں۔ آخر خداوند کریم نے ہمارے لئے بھی کوئی جگہ بنائی ہوگی۔ ہم آپ کو اس دن اپنا شفیع نہیں بنائینگے میرا ایمان ہے وہ کملی والا اپنی رحمت کے دامن میں ہمیں بھی چھپالے آخر ہم بھی اُسی کے نام لیوا ہیں۔ امید ہے۔ کہ آپ ہماری اس درخواست کو قبول فرمائینگے۔ ورنہ مولانا یاد رہے کہ ہم کم علموں کے ہاتھ میں

بھی قلم ہے اور منہ میں زبان ہے ایسا نہ ہو کہ جناب کے حق میں کوئی گستاخی کا کلمہ نکل جاوے اور آپ کی
اس ٹھیکہ داری کا بھانڈا پھوٹ جاوے کیونکہ ہمارے نزدیک تو جو رسالہ آپ شائع کرتے ہیں اندر
کا مضمون تو سبحان اللہ شروع عنوان ہی غلط ہوتا ہے صرف ایک عنوان پر آپ کی توجہ مبذول کرانا
چاہتا ہوں آپکے ایک رسالہ کا عنوان گلدستہ صد احادیث ہے مولانا! نہایت ادب سے عرض کرونگا کہ
صد کا لفظ بھی جمع اور احادیث بھی جمع۔ کیا کبھی اہل علم سے آپنے دریافت کیا ہے کہ جمع کے بعد جمع
کا ہونا صحیح ہے۔ مولانا! آئندہ ایڈیشن "صد حدیث" کے عنوان سے شائع کریں۔ آپنے اس رسالے کے
دیباچہ میں وید کو الہامی کتاب ثابت کیا ہے یہ عقیدہ مرزائیوں کا ہے جنہوں نے وید کو الہامی کتاب
اور کرشن کو نبی مانا ہے۔ مجھے ان علماء سے بھی گلا ہے جو بغیر پڑھے آپکے ہر رسالہ پر دستخط کر دیتے ہیں پہلے
علماء میں یہ بات نہیں تھی وہ ہر ایک بات پر جب تک پورا غور نہیں فرما لیتے تھے کبھی دستخط نہیں کرتے
تھے لیکن آج بغیر سوچے سمجھے ذٰلک کذالک لکھ دیتے ہیں +

حضرت قبلہ مولانا مولوی حاجی سید دیدار علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے صاحبزادہ صاحب مولانا
مولوی سید محمد احمد صاحب نے ایک کتاب "اوراق غم" کے نام سے لکھی۔ حضور قبلہ مرحوم نے لڑکے کی کتاب خیال کرکے اس پر
بغیر پڑھے تصدیق کر دی بعد میں معلوم ہوا کہ اس کتاب میں اہل سنت کے خلاف بہت سی عبارتیں درج ہوگئی
ہیں میں نے قبلہ مرحوم کی خدمت میں عرض کی کہ حضور کے بھی دستخط ہیں۔ حضور نے میرے مخترم دوست سید غلام دستگیر صاحب ناجی کے سامنے
اس بات کا اقرار کیا کہ ساری عمر میں یہ پہلی غلطی ہوئی ہے کہ بیٹے کی کتاب سمجھ کر بغیر پڑھے اس پر دستخط کر دیئے۔ اسی دوران
میں ایک شیعہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ دوران گفتگو میں "اوراق غم" کا اس نے حوالہ دیا قبلہ مرحوم نے پھر سید
غلام دستگیر کے سامنے فرمایا کہ میرے نزدیک یہ کتاب کوئی حجت نہیں۔ اسکو جلا دو۔ یہ تھا وہ وصف جو قبلہ مولانا
(طاب اللہ ثراہ) کو رب العزت نے خاص طور پر مرحمت فرمایا تھا۔ آپ شریعت کی تلوار تھے سچائی کے علمبردار تھے
رنج کی بات ہے کہ اللہ کے اس نیک بندے کے وصال کے بعد انکے صاحبزادے نے "اوراق غم" کو پھر فروخت کرنا شروع کر دیا ہے میں
اس اشاعت کے اس لئے خلاف ہوں کہ یہ کتاب اہلسنت و جماعت کے قطعاً خلاف ہے اور اسکی اشاعت سے میرے
مخدوم حضرت مولانا دیدار علی صاحب کی روح کو اذیت پہنچتی ہے۔ یاد رہے کہ میں نہ بریلوی ہوں نہ دیوبندی
اور نہ لاہوری حنفی ہیں حضرت امام اعظم رح کا مقلد ہوں البتہ میں اعلیحضرت مولانا قبلہ احمد رضا خاں رضی اللہ عنہ مکان کو اس
صدی کا بہت بڑا مخدوم ملت تصور کرتا ہوں اور انکی تصنیفات کو اپنا پیشوا تصور کرتا ہوں ایسے ہی مولانا دیدار علی
صاحب رحمۃ اللہ علیہ میرے روحانی پیشوا تھے۔ یہ بزرگ ایسی کتابیں لکھ گئے ہیں کہ ان کی مدد سے مولانا احمد علی صاحب
اور ان کے ہمنوا تمام حضرات کی کتابوں کا میرے جیسا کم علم بھی جواب لکھ سکتا ہے۔ اگر میرے جواب میں کوئی اچھی بات ہو
تو اسکے لئے ان دونوں بزرگوں کی ارواح طیبہ کو ثواب پہنچایا جائے اور اگر کچھ سقم ہو تو اس کی ذمہ داری میری کمزوری پر
عائد ہوتی ہے۔ امید ہے کہ خدا مجھے نیک نیتی کا اجر ضرور دیگا خادم علماء محمد دین بانی حزب الاحناف لاہور

عرضِ حال

میں نے حضرت مولانا مولوی احمد علی صاحب کی تصنیف 'اصلی حنفیت' کے متعلق اپنی گذارش بنام 'حقیقتِ بدعت' شائع کی۔ اس سلسلے میں مختلف کرمفرماؤں نے مختلف خیالات کا اظہار کیا میں خدا کا شکر کرتا ہوں کہ اس کے کرم نے میری اس تصنیف کو مقبول بنایا۔ مخالف و موافق حضرات نے اس کی ایک ایک سطر کا مطالعہ کیا۔ میں اپنے اکثر حنفی بھائیوں کا بے حد ممنون ہوں کہ انہوں نے میری ناچیز کوشش کو اپنے حُسنِ اخلاق کے باعث بے حد پسند کیا اور میری نہایت ہی مؤثر الفاظ میں حوصلہ افزائی کی۔ چند ایک حضرات نے اپنے اپنے رنگ میں اعتراضات بھی کئے۔ میں اس ضمن میں کچھ عرض کرتا ہوں :-

اعتراضات

۱- ایک بزرگ نے فرمایا۔ کہ تمہارے رسالے کے آخری ورق پر کتاب "بہشتی زیور" کا اعلان ہے۔ میں نے جواب دیا۔ حضرت اس کی ذمہ داری گو مجھ پر عائد نہیں ہوتی۔ لیکن میں مالکِ مطبع کیطرف سے یہ عرض کرتا ہوں کہ یہ تجارت ہے۔ اس سے کوئی بڑی سے بڑی ہستی نہیں بچ سکتی +

۲- میرے ایک اپنے بھائی کا پیغام پہنچا۔ معلوم ہوتا ہے کہ تم مسئلہ شفاعت کے منکر ہو اس لئے کہ تم نے لکھا ہے۔ کہ "شاید وہ کملی والا اپنی رحمت کے دامن میں ہمیں بھی چھپالے" میں نے پیغام بھیجا کہ حضرت! میں مسئلہ شفاعت کا منکر نہیں ہوں۔ بلکہ حضور اکرمؐ کو شفیع المذنبینؐ مانتا ہوں۔ اگر آپ کو

لفظ شاید سے مغالطہ لگا ہے تو لیجئے میں نے اس عبارت کو تبدیل کر دیا ہے اور اس کی جگہ یہ لکھدیا ہے۔ "میرا ایمان ہے۔ کہ وہ کملی والا آقا مجھے بھی اپنی شفاعت کے دامن میں چھپا لیگا"۔ لیکن میں معترض بھائی کی خدمت میں بصد ادب و نیاز سعدیؒ کے مندرجہ ذیل دو شعر پیش کرتا ہوں آپ لکھتے ہیں :۔ ؎

بالا گرفت و خلعت اعلیٰ امید داشت ٭ ہر شاعرے کہ مدح ملوک اختیار کرد
شاید کہ التفات کند نعمتِ مزید ٭ سعدیؔ کہ شکر نعمتِ پروردگار کرد

مضمون صاف ہے۔ سعدیؔ فرماتے ہیں۔ ہر اس شاعر کو انعام ملا ہے جس نے کسی بادشاہ کی تعریف کی ہے۔ شاید اللہ تعالیٰ مجھے زیادہ گراں قدر انعام دے۔ اس لئے کہ میں نے خداوند تعالیٰ کی نعمتوں کا شکریہ ادا کیا ہے۔ قرآن مجید کی کئی ایک آیات اس کی تائید میں پیش کر سکتا ہوں صرف دو آیتیں محض آپ کے سمجھانے کی خاطر پیش کرتا ہوں۔ لعلکم تتقون۔ لعلکم تفلحون۔ کسی اہل علم سے دریافت کر لیں کہ اس کے معنی کیا ہیں؟

بہرحال اگر میری اس عبارت سے کسی میرے بھائی نے یہ سمجھ لیا ہے کہ میں منکر شفاعت ہوں تو میں ان کو کچھ کہے بغیر یہ کہتا ہوں کہ اے خدا! مجھے معاف کر دے۔ کہ میری وجہ سے ایک بھائی کو غلط فہمی ہوئی۔ میں مولوی نہیں۔ مناظر نہیں۔ میرا شیوہ ہٹ دھرمی نہیں۔ میں عاجز مسلمان ہوں۔ بہت ہی کم پڑھا لکھا مسلمان ہوں۔ میری کسی عبارت پر گرفت سے پیشتر یہ بھی ملحوظ رکھنا چاہیئے کہ میری حیثیت کچھ بھی نہیں۔ میں عالم نہیں کہ میری ادنےٰ لغزش سے قوم کی گمراہی کا احتمال ہو۔ امید ہے۔ کہ یہ چند سطریں میرے بھائی کی تسلی کے لئے کافی ہونگی۔ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرے سب بزرگوں کو یہ توفیق عطا فرمائے۔ کہ وہ اپنی غلطیوں سے جلد رجوع کریں

سنگین الزام

مجھ پر ایک دو حضرات نے یہ سنگین الزام لگایا ہے کہ میں نے خدانخواستہ مولانا احمد علی صاحب کو بدنام کرنے اور ان کی شان کو معرضِ تخفیف میں لانے کی کوشش کی ہے۔ میں اس الزام کو ناپاک اور سنگین قرار دیتا ہوں۔ مجھے مولانا سے قطعاً کوئی عناد نہیں۔ آپ ایک انجمن کے امیر ہیں۔ میں ایک کم علم تاجر ہوں۔ آپ غور فرمائیں کہ مولانا کی کتاب 'اصلی حنفیت' چھٹی مرتبہ شائع کی گئی ہے۔ اس میں مولانا نے اپنے مخالف علماء کا تذکرہ سخت نامناسب الفاظ میں کیا ہے۔ جو بھائی آپ کے خیال میں اصلی حنفی نہیں ہیں بلکہ نقلی حنفی ہیں۔ ان کو بدعتی۔ دوزخی اور بے دین کہا ہے جاننے والے جانتے ہیں کہ جب یہ تصنیف پہلی مرتبہ چھپی تو اس کی وجہ سے اختلاف کی آگ بھڑکی۔ ایک فاضل عالمؒ نے اس کا جواب بھی تحریر فرمایا۔ مولانا کو چاہیئے تھا کہ اس کتاب کی اشاعت نہ فرماتے لیکن آپ نے چھٹی دفعہ شائع کر دی جو صاحب نعت خوانی۔ فاتحہ۔ گیارہویں۔ چہلم کو بدعت کہتے ہیں اور ہر بدعتی کو بیدین اور جہنمی قرار دیتے ہیں ان کے لئے تو اس کتاب کی اشاعت باعثِ راحت ہے لیکن جو بھائی مولود شریف۔ گیارہویں۔ وظیفہ یا شیخ عبد القادر شیئاً للہ کو جائز سمجھتے ہیں۔ خدا کے واسطے بتاؤ کیا ان کا دل ان الفاظ سے دکھی ہو گا یا نہیں یہ بتائیں کہ جن لوگوں نے مولانا انور شاہؒ جیسے بزرگ سے یہ سنا ہو کہ شیئاً للہ کا وظیفہ جائز ہے۔ کیا ان کو اس بات کا رنج نہیں آسکتا کہ مولانا احمد علی صاحب کیا زبردستی کر رہے ہیں؟ مولانا کو حنفی ہونے کا دعویٰ ہے اس لیئے ہم نے امام اعظمؒ کے اشعار درج کئے کہ وہ حضور نبی کریمؐ سے کرم کے امیدوار ہیں۔ آپ کی رضا کے طالب ہیں۔ آپ کو 'یا سید السادات' (اے سرداروں کے سردار) کہکر پکارتے

ہیں۔ ان کے متعلق مولانا کا ارشاد کیا ہے؟ مولانا احمد علی صاحب قادری ہیں
حنفی ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت سیّد عبدالقادر جیلانیؒ عرض کرتے ہیں " اے اللہ
کے رسول! ہمارے حال پر نگاہِ کرم فرما" اس کے متعلق مولانا کی کیا تحقیق ہے؟
میں نے لکھا کہ مدرسہ دیوبند کے بانی مولانا محمد قاسم صاحب لکھتے ہیں "! مدد کر اے کرم احمدی
کہ تیرے سوا" اس کے متعلق مولانا احمد علی صاحب کی کیا رائے ہے؟

شخصیت پرستی

اے شخصیت پرستی! تیرا ستیاناس ہو۔ ہمارے بھائی یہ نہیں دیکھتے کہ
کیا عرض کیا گیا ہے بلکہ یہ کہتے ہیں کہ اس محمد دین پارچہ فروش
کی کیا حیثیت ہے کہ مولانا احمد علی صاحب پر اعتراض کرتا ہے۔ بھائیو! میں نے
کب کہا۔ کہ میں پارچہ فروش نہیں ہوں۔ کیا پارچہ فروشی جرم ہے؟ کیا کسبِ
حلال گناہ ہے؟ دنیا کے سامنے مساوات اور تقویٰ کا نعرہ بلند کرنے والو! سوچو
کہ کیا کر رہے ہو؟ کیوں مولانا سے نہیں پوچھتے کہ مولانا محمد قاسم صاحب نے کرم احمدی سے
کیوں مدد طلب کی؟ حضرت غوث پاکؒ نے حضورؐ سے یہ کیوں کہا کہ وہ اُن کے
حال پر نگاہ فرمائیں؟ امام اعظمؒ نے نبی کریمؐ سے یہ کیوں التجا کی ہے؟ سید انور شاہ
صاحب نے وظیفہ شیئاً للہ کو کیوں جائز ٹھیرایا ہے یہ کس شریعت کا مسئلہ ہے
کہ ایک شخص کی عاجزانہ گذارش کو محض اس لئے ٹھکرا دیا جائے کہ وہ پارچہ فروش
ہے۔ عالم نہیں ہے؟ بھائیو! شخصیت پرستی اسلام میں حرام ہے۔ اسی چیز نے ملت
کو برباد کر دیا۔ آپ کیوں حضورؐ کا یہ ارشاد بھول گئے کہ پہلی قومیں صرف اس لئے
ہلاک ہوئیں کہ ان میں سے جب کسی بڑے سے جرم صادر ہوتا تھا تو وہ اُسے
معاف کر دیتے تھے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

۔۔۔اور اگر کسی چھوٹے سے بھول ہو جاتی تھی تو اُسے سزا دیتے تھے۔ کیوں آپ کے ذہن میں یہ حقیقت نہیں سماتی کہ حضورؐ کے سچے جانشین حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا۔ اے لوگو! اگر میں سیدھی راہ پر چلوں تو میری مدد کرو اور اگر ٹیڑھی روش اختیار کروں تو تم مجھے راہِ راست پر لانے کی کوشش کرو کیا آپ نے مولانا احمد علی صاحب سے یہ کبھی نہیں سُنا۔ کہ حضرت عمرؓ نے بدوؤں کے شکوک رفع فرمائے بلکہ بوڑھی عورتیں بھی آپ سے جھگڑ پڑتی تھیں۔ کیا حالیؒ کا یہ شعر ایک سچی حقیقت کا ترجمان نہیں؟ کہ ؎

غلاموں سے ہو جاتے تھے بند آقا
خلیفوں سے لڑتی تھی ایک ایک بڑھیا

آخر مولانا احمد علی صاحب نبی نہیں۔ صحابی نہیں۔ ہاں عالم ہیں۔ امیر خدام الدین ہیں۔ ان کا ہر ارشاد ان کے مریدوں کے لئے حجت ہو سکتا ہے لیکن جو ان کے مرید نہیں ان کے لئے تو حجت نہیں۔ میں مولانا کا مرید نہیں۔ ان کی انجمن کا ممبر نہیں۔ ان کا ہم خیال نہیں۔ مجھے آپ کیوں مجبور کرتے ہیں۔ کہ میں ان کی لکھی ہوئی کتاب کے ایک ایک حرف پر ایمان لے آؤں۔ اگر یہ تمنا ہے۔ تو دلائل پیش کرو۔ میں جن عالموں کو بزرگ سمجھتا ہوں مولانا ان کو بُرا کہتے ہیں۔ ایک عالم ایسے بھی تھے جنہوں نے مولانا کی کتاب کا جواب دیا۔ وہ حضرت مولانا سید دیدار علی شاہ صاحب مرحوم تھے۔ میں ان کو اپنا مخدوم تصور کرتا ہوں۔ مولانا احمد علی صاحب اگر ان کے حق میں کوئی ناواجب کلمہ کہیں تو آپ کے دل کو نہیں لیکن میرے دل کو ضرور ٹھیس لگے گی۔ میں نے مولانا احمد علی صاحب کی شان میں کوئی گستاخی نہیں کی تاہم اگر آپ کے مریدین کا میری کتاب کے کسی لفظ سے دل مجروح ہوا ہے تو میں اس کے لئے طالبِ عفو ہوں۔ لیکن

میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ مولانا نے اصلی حنفیت میں جو کچھ لکھا ہے وہ ٹھیک ہے۔ مولانا کہتے ہیں وید الہامی کتاب ہے مجھے مولانا کا یہ قول پسند نہیں۔ میرے نزدیک ان کا یہ دعویٰ سراسر غلط ہے۔ مولانا ہر بدعت کو مذموم ٹھیراتے ہیں۔ میں نے اپنے رسالہ میں یہ دکھایا ہے کہ یہ امر غلط ہے اگر یہ امور مولانا کے خلاف گستاخی پر محمول کئے جا سکتے ہیں۔ تو مجھے ان کی ذرہ بھر پرواہ نہیں۔ میں مولانا سے مرعوب ہو کر یا ان کے مریدوں سے ڈر کر اپنے اعتقاد میں تبدیلی نہیں کر سکتا۔ آپ مولانا کو بڑی خوشی سے عالم ربانی کہیں لیکن آپ کے لئے یا مولانا کے لئے مناسب نہیں ہے کہ اپنے مخالف علماء کو عالم سوء کہیں ان کو دنیا بھر کا بُرا ٹھہرائیں۔ خدا کے واسطے ان اختلافات کو اگر دُور نہیں کر سکتے۔ تو ان کی آڑ میں ایک دوسرے کو بُرے الفاظ میں یاد تو نہ کرو۔ آخر مولانا احمد علی صاحب اپنے دعوے کے مطابق حنفی ہیں۔ کیا انہیں معلوم نہیں کہ غیر حنفی حضرات حنفیت کو کس نگاہ سے دیکھتے ہیں کبھی تو آپ کوئی رسالہ اصلی وہابیت کے متعلق بھی سپردِ قلم فرمائیں۔ تاکہ دنیا کو معلوم ہو جائے کہ اصلی وہابیت کیا ہے اپنوں کو ہر وقت کوسنا اچھا نہیں۔ اصلی وہابیوں کے نزدیک تو آپ بھی مشرک ہیں۔ کیونکہ آپ اپنے کو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کا مقلد کہتے ہیں۔ وہابیوں کے نزدیک تقلید شرک ہے۔ جن کو آپ برا کہتے ہیں۔ برائے خدا بتاؤ ان بُروں نے آپ کو اس وقت کس کتاب میں بُرا لکھا ہے کہ جس سے مجبور ہو کر آپ نے اصلی حنفیت بار ششم شائع کرنے کا ارادہ فرمایا۔ خواہ مخواہ کی چھیڑ تو کسی وقت بھی مفید نہیں۔ ان دنوں تو یہ باتیں اور زیادہ تباہ کن ہیں۔ آپ دلائل اور اخلاق سے فتح حاصل کر سکتے ہیں۔ دوسروں کے حق میں بُرا خود غرض۔ وغیرہ الفاظ استعمال کرنے سے دل اور جگر زخمی تو ضرور ہو سکتے ہیں لیکن ان سے اصلاح نہیں ہو سکتی ؎

مدرّس صاحب کا شکریہ

میں اس سلسلے میں مدرسہ انجمن خدام الدین کے ایک مدرس کی داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کہ وہ خاکسار کی دوکان پر تشریف لائے انہوں نے حضرت مولانا انور شاہ صاحب مرحوم و مغفور کی اس بات پر گفتگو کی جو شیئاً للہ پر میں نے ان کے حوالے سے لکھی تھی انہوں نے دیگر موضوع پر مجھ سے تبادلۂ خیالات کیا آپ کا لہجہ غایت درجے کا شریفانہ اور برادرانہ تھا۔ میں ممنون ہوں کہ میری دکان پر تشریف لائے اور انہوں نے اپنے خیالات سے مجھے آگاہ فرمایا۔ اور میری گذارشات ٹھنڈے دل سے سنیں +

بدعت کی حقیقت

خدا کا شکر ہے۔ کہ میری عاجزانہ تصنیف کو میرے ہم خیال حنفی بھائیوں نے بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھا کتاب بہ مقدار دو ہزار شائع کی گئی تھی۔ کتاب ہاتھوں ہاتھ تقسیم ہوگئی ہے۔ کتاب کی مانگ بہت ہے - میرے پاس صرف پانچ دس نسخے رہ گئے تھے۔ اس لئے میں نے اس کتاب کو بارِ دیگر شائع کیا ہے۔

سعی مصالحت

مولانا احمد علی صاحب سے دو ایک مرتبہ اس خاکسار کی ملاقات ہوئی۔ انہوں نے ارشاد فرمایا کہ انہیں مصالحت مطلوب ہے میں بڑے ادب سے التماس کرتا ہوں کہ مصالحت کا یہ طریق مستحسن معلوم نہیں ہوتا۔ کہ اختلافات کی دبی ہوئی چنگاریوں کو اصلی حنفیت کی ہوا سے کر بھڑکایا جائے۔ آپ خدا کے

لئے مصالحت کی کوشش کریں۔آپ بھی عالم ہیں جنکو آپ اپنا مخالف تصور کرتے
ہیں وہ بھی عالم ہیں۔ آپ ڈاکٹر ہیں ہم مریض ہیں۔آپ عالم ہیں۔ہم جاہل ہیں۔
مریض ڈاکٹروں کا علاج کیسے کر سکتے ہیں۔جاہل علمار کی اصلاح کے ذمہ دار کیسے
ہو سکتے ہیں۔ہم سے تو یہی ہو سکتا ہے۔کہ جو ڈاکٹر علاج مریض کے علاوہ اپنا یہ
فرض بنالے کہ دوسرے کی برائیاں بیان کرے اس سے منحرف ہو جائیں۔ کیا
آپ کو یاد نہیں۔کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے ایک نادان بچے نے کہا تھا۔کہ
قبلہ اگر آپ کا قدم پھسل گیا۔تو تمام امت کا قدم پھسل جائے گا۔ہم عوام تو
ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں۔قوم کی خدمت میں بھی شریک کار ہو جاتے
ہیں۔لیکن آپ کو کیا ہو گیا ہے کہ ایک دوسرے کے دکھ میں شریک نہیں
ہوتے۔کیوں علما کی کدورتیں دور نہیں ہوتیں۔کیا اس وقت الحاد دہریوں پر
نہیں؟ کیا مذہب کے خلاف دنیا میں زبردست پروپیگنڈا نہیں کیا جارہا؟ کیا
مرزائیت کا فتنہ قوم کے لئے عذاب کا باعث نہیں؟ ان تمام فتنوں کی روک
تھام کے لئے آپ علمار نے مشترک طور پر کیا کام کیا ہے؟ حضرت امام اعظم رحمۃ
اللہ علیہ کو جہاں خدا نے کئی ایک نعمتیں عنایت فرمائیں ایک کرم ان پر یہ بھی کیا کہ
آپ مجتہد بھی تھے اور تاجر بھی! آج کون حنفی عالم اس باب میں ان کا مقلد ہے
میں پارچہ فروش ہوں۔گویا کسب میں بھی اپنے امام کا مقلد ہوں۔آپ بھی ان
کے مقلد ہیں۔میں بھی ان کا مقلد ہوں ؎

جس گلستاں کے ہیں گلِ تر آپ۔ خار اس بوستاں کا میں بھی ہوں

ظلم یہ ہے۔کہ میری پارچہ فروشی کو بھی معرضِ تحقیر میں لایا جارہا ہے بعض
حضرات نے علیک سلیک تک ترک کر دی ہے۔پادریوں کو دیکھو انہیں گالیاں
دو۔گالیوں کے جواب میں سلام کرتے ہیں۔ہمارا یہ حال ہے۔کہ کسبِ حلال

پر بھی چوٹیں کی جاتی ہیں۔ کیا قوم کا دستِ نگر ہونا کارِ ثواب ہے؟ آخر جو بزرگ
کاروبار نہیں کرتے ان کے اور ان کے اہل و عیال کے گذارہ کیصورت کیا ہے؟ یہی نا۔ کہ
ان کے مریدان کی خدمت کرتے ہیں۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ تو بفضلِ خدا اس
خدمت سے مستغنی تھے۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو خلفا و امرا نے قاضی القضاۃ
کے مناصب پیش کئے آپ نے اسیری گوارا کر لی لیکن مناصب قبول نہ کئے خدا
نے انہیں امام۔ مجتہد بنا دیا۔ آج رؤسا کی کوٹھیوں کا طواف کیا جاتا ہے اور بُرا
میرے جیسے غربا کو کہا جاتا ہے کہ جو خود کما کر کھاتے ہیں +

بزرگو۔ بھائیو۔ مولوی پرستی اچھی شے نہیں حق کی پرستش کرو۔ میں ناچیز
انسان ہوں۔ لیکن میں نے ’اوراق غم‘ کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی۔ حالانکہ
یہ کتاب میرے بزرگ اور میرے مخدوم کے بڑے صاجزادے کی ہے مجھے
اُن سے دلی انس ہے لیکن اتنا نہیں جتنا مذہب سے ہے۔۔۔ انہوں
نے اُوراقِ غم‘ کی اشاعت بند کر دی۔ میرے دل میں ان کی عقیدت بیش از بیش
ہوگئی۔ انہوں نے دوبارہ اس کی اشاعت کی طیاری کی۔ میں نے فوراً عرض کر دیا
کہ اس کی پُرزور مخالفت کی جائے گی۔ بھائیو! سچائی کو پسند کرنے کا جذبہ پیدا
کرو۔ مولانا احمد علی صاحب اگر دین کی خدمت کریں تو ان کی قدر کرو۔ لیکن اگر وہ
وید کو الہامی کتاب بتائیں۔ یا اصلی حنفیت لکھ کر سیدھے سادے حنفیوں کو
بدعتی۔ دوزخی۔ گمراہ اور بے دین جیسے دل آزار الفاظ سے یاد کریں۔ تو ان کے
اس عمل کی مخالفت کرو۔ اس لئے کہ آپ نے شروع میں مولانا سے عقیدت
کا اظہار اس لئے کیا تھا۔ کہ آپ کے خیال میں انہوں نے دین کی خدمت کی۔
اگر ان کا کوئی قدم اس خدمت سے ہٹا ہوا ہو تو اس معاملے میں ان کی تائید
نہ کرو۔ تعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان۔

آخری گذارش

مولانا اگر آپ کو واقعی صلح منظور ہے تو آپ اس کے لئے کوشش فرمائیں۔ کوشش کے معنی یہ نہیں کہ جن علماء کو آپ اپنا ہمخیال نہیں سمجھتے۔ وہ آپ کے عقیدۃً ہمنوا ہو جائیں۔ اس کا مطلب تو یہ ہو گا۔ کہ وہ آپ کو امیر بنائیں اور آپ کی بلا چون وچرا اطاعت کریں۔ مثلاً وہ عالم جو فاتحہ۔ گیارہویں۔ میلاد کو مباح تصور کرتے ہیں۔ آپ ان امور کو بدعت کہتے ہیں اگر صلح کا مفہوم یہ ہے۔ کہ وہ جب تک ان امور کو بدعت نہ مانیں۔ آپ کی ان سے صلح نہیں ہو سکتی۔ تو اس فعل کا نام صلح نہیں۔ آخر آپ اہلحدیث حضرات سے بھی ملتے ہیں ان کے علماء کی بڑی قدر کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید بدعت ہے شرک فی النبوت کے مرادف ہے آپ امام اعظمؒ کی تقلید کو واجب اور کارِ ثواب جانتے ہیں۔ اگر آپ کو اہلحدیث بزرگ یہ کہیں۔ کہ مولانا آپ امام اعظمؒ کی تقلید کو جب تک بدعت نہیں کہینگے ہم آپ کی رفاقت نہیں کرینگے۔ تو کیا ان کا یہ فعل جائز ہو گا؟ کیا کبھی آپنے ان کے سامنے یہ شرط پیش کی کہ وہ جب تک آپ کو بدعتی کہنے سے باز نہیں آئینگے آپ اُن سے نہیں ملیں گے۔ جب آپ ان کے خلاف کبھی کچھ نہیں لکھتے کوئی رسالہ ان کی تردید میں نہیں لکھتے تو لاہور کے حنفی علماء اور سیدھے سادے حنفیوں نے آپ کا کیا بگاڑا ہے؟ کہ آپ ان کو بدعتی۔ بے دین اور دوزخی کہ رہے ہیں۔ مولانا میں آپ کو کس طرح یقین دلاؤں کہ میں کسی خاص گروہ کا بے جا طرفدار نہیں سنیئے۔ میں اہلحدیث نہیں، مجھے ان کے عقائد سے سخت اختلاف ہے۔ لیکن میں مولانا ابراہیم صاحب سیالکوٹی کے اس کارِ خیر کی دل سے داد دیتا ہوں اور ان کے حق میں میرے دل سے نیک دعائیں نکل رہی ہیں۔ کہ انہوں نے مولانا

ابوالکلام صاحب آزاد کی اس روش کے خلاف کہ وہ اسلام میں ایک ' برہمو سماج'
مذہب قائم کرنا چاہتے ہیں پُرزور آواز بلند کی۔ مولانا ابراہیم سیالکوٹی نے اپنی کتاب
'واضح البیان' کے ص۲۹۸ سے لیکر ص۳۲۱ تک مولانا ابوالکلام آزاد کے ان خیالات کی
مدلل تردید فرمائی ہے۔ کہ نبی کریمؐ کی رسالت پر ایمان لائے بغیر بھی انسان فائز المرام
ہوسکتا ہے۔ آپ ان اوراق کا مطالعہ فرمائیں۔ مولانا ابوالکلام آزاد کی کتاب
"ترجمان القرآن" کے ص۱۳۸ سے لے کر ص۱۶۸ کو غور سے دوبارہ پڑھیں۔ دیکھیں کہ
کس طرح قرآن مجید کی تفسیر پر کانگرس کا رنگ چڑھایا جا رہا ہے۔ مولانا ابراہیم صاحب
سیالکوٹی کو خدا جزائے خیر دے۔ کہ پنجاب میں سب سے پہلے انہوں نے اس
باب میں حق کی آواز پوری بے باکی سے بلند کی۔ میں حنفی ہونے کے باوجود ان کے
اس نیک فعل کی داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کیا مولانا ابوالکلام صاحب کی تفسیر
آپ کی نظروں سے نہیں گزری؟ کیا آپ نے مولانا ابراہیم صاحب کی تفسیر
ملاحظہ نہیں کی؟ آپ نے ان کے متعلق کیا لکھا؟ سچائی کی کونسی آواز بلند کی؟
کیا آپ نے مولانا حسین علی واں بھچرانوالی کی تفسیر نہیں پڑھی جس میں انہوں نے
علم غیب وغیرہ عقیدہ رکھنے والوں کو مشرک لکھا ہے
اور ایسے سخت الفاظ لکھے ہیں۔ کہ میں جن کو درج نہیں کر سکتا اس سے فتنہ کا خوف ہے گیا جو کچھ مولوی صاحب نے
لکھا ہے آپ کو اس سے اتفاق ہے؟ اگر اتفاق نہیں تو کیوں نہیں ان کی تردید
کرتے۔ کیا ہم لوگوں نے کوئی بہت بڑا گناہ کیا ہے؟

میرے جیسے ان پڑھوں کی کوئی تحریر عوام کے لئے گمراہی کا باعث نہیں
ہوسکتی۔ لیکن عالم کا ایک ایک لفظ ہدایت یا غوایت (گمراہی) کا سبب بن سکتا
ہے۔ غضب خدا کا۔ آپ لوگ عالم ربانی ہونے کا دعوےٰ کرتے ہیں لیکن کبھی
ان اکابر کے خلاف برمحل اور بروقت آواز نہیں نکالتے۔ جو اپنے علم اور لیڈری

کے نشہ سے سرشار ہو کر اسلامی روایات کے خلاف بے خوفی سے جو جی میں آتا ہے۔ لکھ دیتے ہیں +

مصالحت کی صورت

صلح کا طریق یہی ہے کہ آپ جن حنفی علمار کو اپنا حریف یا بیری خیال کرتے ہیں ان کے ہاں جائیں۔ وزیرخاں کی مسجد کوئی دور نہیں۔ چنگڑ محلہ کی مسجد بھی قریب ہے۔ شہید گنج کی مسجد کے سلسلے میں جو ہیجان برپا ہوا۔ اس نے مخالف وموافق علمار کو مجبور کیا کہ مسجد وزیرخاں میں پہنچکر علمار کے وقار کو عوام کے حملوں سے بچائیں۔ آپ کے سامنے یہ نظیر موجود ہے۔ یہ صحیح ہے کہ آپ اس زمانے میں لاہور سے باہر دو روز قبل تشریف لے گئے تھے۔ لیکن آپ نے سُن لیا ہوگا۔ کہ اپنی مصیبت نے علمار کو ایک جگہ اکٹھا کر دیا۔ کیا قوم کی مصیبت آپ کو مجتمع نہیں کر سکتی؟ یہ سچ ہے کہ اگر آپ ان کے پاس جائینگے تو ممکن ہے۔ کہ آپ سے اولاً کوئی گفتگو نہ کرے لیکن یہ نہیں ہو سکتا کہ آپ کا بار بار پہنچنا بے اثر اور بے نتیجہ ثابت ہو۔ کیا انبیاء صرف اپنوں کے پاس جاتے تھے؟ بعض انبیاء تو اپنی اسی کوشش میں شہید ہو گئے۔ لیکن انھوں نے اپنے زمانے والوں کو ان کے ہاں پہنچکر سمجھانے سے دریغ نہ کیا حضورؐ نبی کریم کہاں کہاں نہ گئے؟ کیا جب آپ طائف میں گئے۔ وہاں آپ کا کوئی اُمتی یا مرید آپ کے استقبال کے لئے موجود تھا؟ آپ نے اینٹیں کھائیں جواب میں دعائیں دیں۔ آپ پر آوازے کسے گئے۔ آپ نے اس کے جواب میں خدا کا کلام سنایا۔ آپ کو زخمی کر دیا گیا آپنے دشمنوں کے دلوں کو مسخر کر لیا آپ نے جبرائیل سے کہدیا۔ کہ ہمیں یقین ہے۔ کہ اگر دشمن نہ مانے تو ان کی اولاد ضرور حق پرست بن جائیگی۔ نتیجہ کیا ہوا کہ پتھر برسانے

والے اسلام کی راہ میں خون بہانے والے ہو گئے۔ جو شمع نبوت کو بجھانا چاہتے تھے انہوں نے توحید کا نور عرب و عجم میں پھیلا دیا۔ جو حضور کو مجنون کہتے تھے۔ وہ عشق و خرد کا پیکر بن کر اسلام پر پروانہ وار قربان ہو گئے۔ گالیاں دینے والے د[illegible] پڑھنے والے ہو گئے۔ آپ بھی خلوص پیدا کریں۔ اپنے وعظوں میں۔ اپنی[illegible] میں اپنی تقریروں میں ایک لفظ تک اپنے مخالفوں کی شان میں [illegible] کہیں۔ ان کے لئے خدا سے دعا کریں۔ ان کے ہاں پہنچیں۔ گالیاں کھائیں۔ بے عزتی برداشت کریں۔ مریدوں کو حلم کا درس دیں۔ پھر دیکھیں صلح ہوتی ہے یا نہیں؟ صلح کا یہ طریق نہیں کہ جب فضا بالکل پر امن ہو عین اس وقت اصلی حنفیت' از سرِ نو شائع کر دیں۔ میرا دل پک چکا ہے۔ دلوں کا حال خدا جانتا ہے۔ لیکن جہاں تک ظاہری امور کا تعلق ہے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ لاہور کے کسی عالم نے صلح کے لئے کبھی کوشش نہیں کی۔ اٹھو! خدا کا نام لے کر اٹھو۔ الحاد کا مقابلہ کرو۔ اسلام کے منکروں کا مقابلہ کرو۔ جو لوگ حضورؐ کی حدیث کے خلاف ہیں۔ ان کا مقابلہ کرو۔ مرزائیوں کو راہِ راست پر لانیکی کوشش کرو۔ بڑے سے بڑا لیڈر بھی اگر کوئی لفظ اسلام کے خلاف لکھے۔ تو اس کی فوراً تردید کرو۔ مسلمان تباہ ہو رہے ہیں۔ کئی لاکھ مسلمان ایسے ہیں۔ جنکو آرام کی روٹی میسر نہیں۔ علماء کیا جانیں؟ کہ عوام پر کیا گزر رہی ہے۔ عوام تو اپنے بچوں کا پیٹ کاٹ کر بھی علمار کی خدمت کرتے ہیں۔ لاہور کے اس عالم کا نام بتاؤ جو رات کو بھوکا سوتا ہو۔ دنیا دار سینکڑوں بھوکے سوتے ہیں طالبِ علموں سے پوچھو کہ ان مدرسوں سے جن کے لئے علماء چندے مانگتے ہیں۔ ان کو کھانا کیا ملتا ہے؟ ان طالب علموں کو محراب کے گوشوں میں کھڑا کر کے ان کے حلفی بیانات سنو۔ بتا دینگے کہ ان پر کیا گزرتی ہے؟ غضب خدا کا مولوی

پلاؤ اڑائیں۔ اور طلباء کو سوکھے ٹکڑے دیئے جائیں۔ اور سنانے کو یہ سناتے ہو کہ جب طالب علم دین پڑھنے کے لئے گھر سے نکلتا ہے۔ فرشتے ان کے پاؤں تلے پر [بچھا]تے ہیں۔ لیکن تم جو ان کی تواضع کرتے ہو اس کو خدا خوب جانتا ہے۔ خدا کے [لئے] اکٹھے ہو جاؤ۔ طے کرو۔ کہ ہم فلاں فلاں مسئلہ کے متعلق زبانوں کو روکے رکھیں گے۔ قلم سے کچھ نہیں لکھینگے اور اتنی مدت صرف قوم کی اخلاقی اور ملی اصلاح کے لئے وقف کر دینگے آپ کی لڑائیوں نے کئی ایک دوستوں کو جدا کر دیا ہے۔ آپ صلح کریں۔ اختلافی تحریروں کے سلسلے کو بند کریں۔ اصلی خدمت کریں۔ اصلی حنفیت یا بناوٹی حنفیت کے جھگڑے کو کچھ روز کے لئے تو جانے دیں۔ وما علینا الا البلاغ۔

شکریہ

میں اپنے پیارے بھائی میاں چنن دین صاحب مالک مقبول عام پریس لاہور کا دلی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے حقیقتِ بدعت کی اولین اشاعت کے تمام مصارف کی ذمہ داری قبول فرمائی۔ آپ علیل تھے اللہ تعالیٰ نے آپ کو شفا عنایت فرمائی آپ نے اس خوشی میں اس کتاب کی اشاعت کے مصارف ادا فرمانے پر اصرار کیا۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے ایک بزرگ نے جنہوں نے اپنا نام بتانا مناسب نہ جانا دس روپے کی رقم ارسال فرمائی۔ لیکن میں نے بہ تشکر ان کا عطیہ واپس کر دیا۔ اللہ تعالیٰ انہیں انکی نیک نیتی کا ثواب مرحمت فرمائے یہ رسالہ جو دوسری دفعہ شائع کیا جا رہا ہے اس کیلئے میں اپنے برادر معظم و مکرم میاں احمد دین صاحب لالی ٹیلر ماسٹر کا رہین منت ہوں کہ اس کے تمام اخراجات انہوں نے برداشت کئے ہیں۔ آپ راسخ الاعتقاد حنفی مخلص مسلمان اور مخیر انسان ہیں میری دلی دعا ہے اور میری تمنا ہے کہ اس رسالہ کے پڑھنے والے بھی اس دعا میں شریک ہوں کہ خداوند کریم اس محترم بھائی کی عزت۔ جان و مال میں بیش بہا اضافہ فرمائے۔ اور ان کو دینی کاموں میں حصہ لینے کی مزید توفیق ارزانی فرمائے۔

زیارتِ قبر نبی کریم صلی اللہ علیہ

چند ایک دوستوں کے فرمانے پر میں نے ایک رسالہ لکھنے کا ارادہ
زندگی نے وفا کی تو حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت قبر کے متعلق کر
ایک جگہ جمع کر دونگا۔ سر دست میں اپنے اِن تمام حنفی بھائیوں کی خدمت میں
ایک حدیثیں پیش کرتا ہوں امید ہے کہ ایمان والوں کے لئے یہ چند ایک ہی کافی
ہیں شیخ الاسلام علامہ تقی الدین رح سبکی کی کتاب شفاء السقام فی زیارۃ خیر الانام
سے نقل کی ہیں۔ علامہ تقی الدین رح سبکی۔ علامہ ابن تیمیہؒ کے ہمعصر ہیں۔ علامہ
تقی الدین رح سبکی نے علامہ ابن تیمیہ کی ایک کتاب کا رد لکھا ہے جسکا نام شفاء السقام
فی زیارۃ خیر الانام رکھا ہے۔ باوجود اختلاف ہونے کے ابن تیمیہ علامہ تقی الدین سبکی
کی بڑی تعظیم کرتے تھے۔ ابن تیمیہ نے ایک کتاب علامہ تقی الدین سبکی کی تعریف میں
لکھی

. . . .

. . . لیکن اس کتاب کے مکمل ہونے سے پہلے علامہ تقی الدین رح سبکی اس دارِ فانی
کو چھوڑ کر جنت الفردوس میں جا بسے۔ ان کے بیٹے علامہ تاج الدین سبکیؒ کی
خدمت میں ابن تیمیہ کی کتاب پیش کی گئی۔ علامہ تقی الدین سبکیؒ کی پیدائش ۶۸۳ھ
میں ہوئی۔ وفات دو شنبہ ۳ جمادی الآخر ۷۵۶ھ میں ہوئی۔ لاکھوں آدمیوں نے
نماز جنازہ ادا کی +

حدیث اول

حدیث (۱) مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِیْ " — جُس نے میری قبر کی زیارت کی اُس کے لئے میری شفاعت واجب ہو گئی "

اس حدیث کو دارقطنی بیہقی وغیرہ نے روایت کیا ہے +

(۲) مَنْ زَارَ قَبْرِیْ حَلَّتْ لَهٗ، — جس شخص نے میری قبر کی زیارت کی۔ اس پر

...ڈوا پڑائیں۔ اور طلبا... میری شفاعت حلال ہوگئی"

...ب طالب علم دین پڑ... حافظ ابو بکر احمد بن عبد الخالق البزار نے اپنی مسند میں روایت کی ہے ...اتے ہیں۔ یہ پہلی حدیث کے متابع ہے +

...مَنْ جَاءَنِیْ زَائِرًا لَا یَحْمِلُهٗ حَاجَةً اِلَّا زِیَارَتِیْ کَانَ حَقًّا عَلَیَّ اَنْ اَکُوْنَ لَهٗ شَفِیْعًا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ

"جو شخص محض میری زیارت ہی کی غرض سے آیا تو مجھ پر قیامت کے دن اس کی شفاعت کرنی واجب ہوگئی"

اس حدیث کو طبرانی نے معجم الکبیر اور دارقطنی نے اپنی امالی اور ابو بکر بن المقری نے اپنے معجم میں روایت کیا ہے +

(۴) مَنْ حَجَّ فَزَارَ قَبْرِیْ بَعْدَ وَفَاتِیْ فَکَاَنَّمَا زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ۔

جس شخص نے حج کیا اور میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کی۔ تو گویا اس نے میری زندگی میں ہی زیارت کی'

اس حدیث کو دارقطنی نے نقل کیا ہے اور محدثین نے بھی اس کو بیان کیا ہے

(۵) مَنْ حَجَّ الْبَیْتَ وَلَمْ یَزُرْنِیْ فَقَدْ جَفَانِیْ۔

جس شخص نے حج کیا اور میری زیارت نہ کی تو اس نے مجھ پر ظلم کیا'

ابن عدیؒ نے کامل میں اس کو روایت کیا ہے +

(۶) مَنْ زَارَنِیْ بَعْدَ مَوْتِیْ فَکَاَنَّمَا زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ اَوْ کَمَا حَیٌّ

جس شخص نے میری موت کے بعد میری زیارت کی گویا وہ میری زندگی میں مجھ سے ملا

خادم المسلمین

خادم المسلمین

محمد دین بانی حزب الاحناف سفید دروازہ لاہور